تعمیرِ حیات لکھنؤ

پندرہ روزہ

زندگی کی علامت

قوموں کے سیاسی و تعلیمی تغیرات، قوموں کے اجتماعی و باہمی تعلقات، انسانی گروہوں کی افسردہ و زندہ دلی، زمانہ کے تیور، واقعات کے اشارے، مشکلات کے پہاڑ اور وقت کے دھارے، ان میں سے کوئی چیز بھی تقدیرِ الٰہی اور مشیتِ خداوندی کی طرح آخری اور مُبرم اور لاعلاج و غیر تغیر پذیر نہیں، نصرتِ الٰہی اور اہلِ ایمان کے صدق و اخلاص اور اہلِ یقین کے عزم و فیصلہ نے بارہا ان میں تغیر و انقلاب پیدا کر دیا ہے، اور تاریخ کو موڑ دیا ہے، زندہ قوموں کی کوئی چیز آخری اور ابدی نہیں۔ آپ کو ایک زندہ اور صاحبِ عزم قوم کی طرح اپنے ہر مسئلہ کو اپنے ایمان و یقین، اپنے عزم و فیصلہ، جوشِ عمل اور ولولۂ کار سے حل کرنا ہے، اگر آپ نے اس کی شرطیں پوری کر دیں تو ہر مشکل آسان اور ہر عقدہ حل ہے۔

نشاں یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا — کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمال صدق و مروت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
خودی سے مردِ خود آگاہ کا جمال و جلال — کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں

حکیم میری نواؤں کا راز کیا جانے
ورائے عقل ہیں اہلِ جنوں کی تدبیریں

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

فی شمارہ ۷/روپے — سالانہ ۱۵۰/روپے — ۱۰ مئی ۲۰۰۲ء

Regd. No. LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
R.N.I.No.UP.URD./2001/6071
Office Ph.No 787250 (Ext)18
Guest House 323884
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY
Vol. No. : 2 Issue No. 4

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA)
Rs. 7/=

Mobile: 98390 95795
Phone : 0522-301658
قبا اوننگ
اودھ کی شان — اوننگ ★ ٹریس ★ کھڑکی ★ فلکس
المونیم ★ کھڑکی ★ دروازے ★ سلنگ ★ فلورک
ہمارے یہاں ہر قسم کے المونیم اور اوننگ کا کام بہت ہی کفایتی قیمت پر ہوتا ہے۔
ایک بار خدمت کا موقع دیں۔
ایم۔ کے ملک، راج ۳۰۱، رادشال کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ

The Fragrance of East

A quarterly English magazine published from Nadwa needs your patronage. Please subscribe it yourself and motivate others also to read it regularly.
Annual subscription is only Rs.100/- which may be sent by M.O. or Bank Draft payable to :-

The secretary
Majlise Sahafat wa Nashriat
C/o Tamir-e-Hayat, Nadwatul Ulama
P.O. Box No.93, Tagore Marg
Lucknow-226 007 (U.P.)

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید و دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں، محمد معروف خاں

ھردینا
گردہ کی پتھری کے لئے
آپریشن کی ضرورت نہیں
• گردہ مثانہ کی پتھری، درد
• پیشاب میں ریت، خون اور
• جلن کے لئے
یکساں مفید ہے۔

PHARMACY
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

AFZALS اور MAU CITY
لیبل کے اوپر دیکھ کر خریدیئے
مئو کا بنا

درد، زخم، چوٹ
کٹنے، جلنے کی
مشہور دوا
نورانی تیل
انڈین کیمیکل کمپنی، مئو ناتھ بھنجن (یو۔پی)

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
فوٹو کرامک ☆ کونیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج، اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg, Lucknow, u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

دین و دُنیا کی جامعیّت

• مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی رح

اسلام کا ایک نمایاں امتیاز دین و دنیا کی جامعیت ہے، دوسرے مذاہب کی طرح اسلام نے دین و دنیا اور جسم و روح کو باہم ضد نہیں مانا ہے۔ بلکہ ایک کو دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا ہے، اور احکامِ الٰہی کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کرنے اور دنیاوی حقوق و فرائض ادا کرنے ہی سے دین کی تکمیل ہوتی ہے، اس لئے اس کی نگاہ میں دین و دنیا دونوں کی بھلائیوں کو یکساں اہمیت حاصل ہے، جس پر یہ قرآنی دعا شاہد ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (بقرہ - ۲۵)

اے ہمارے پروردگار دنیا میں بھی ہم کو بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے، اور ہم کو آتش دوزخ کے عذاب سے بچا،

دنیا میں بھلائی کے جو معنی بھی لئے ہیں اُن سے دنیاوی نعمتیں خارج نہیں ہو سکتیں اس لئے اسلام نے روح کے ساتھ جسم کی ضروریات کا بھی لحاظ رکھا ہے اور ایسی نفس کشی سے منع کیا ہے، جس سے جسم کے حقوق کی پامالی ہوتی ہو۔ شریعت کے مقررہ حدود کے اندر دنیا کی ساری نعمتوں اور لذتوں سے متمتع ہونے کی اجازت ہے بلکہ نعمتوں کے اعلان و اظہار کا حکم ہے،

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (ضحیٰ ۱۰)

اور اپنے رب کی نعمتوں کا اظہار کرو۔

اسلام نے رُہبانیت یعنی ترکِ دُنیا کو حرام قرار دیا ہے اور اپنی جملہ تعلیمات حتیٰ کہ عبادات تک میں تکلیف مالایطاق نہیں دی ہے، کلام مجید کا صریح ارشاد ہے:

لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (بقرہ: ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی پر ناقابلِ برداشت بوجھ نہیں ڈالتا،

بلکہ آسانی اور سہولت کا لحاظ رکھا ہے۔

یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ (بقرہ: ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔

وَمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰکِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَکُمْ وَ لِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ (مائدہ: ۶)

اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی کرنا نہیں چاہتا بلکہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے، اور چاہتا ہے کہ تم پر اپنی نعمت تمام کرے تاکہ تم اُس کا شکر ادا کرو۔

وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ،

اور دین میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں ہے،

حدیث میں ہے:

احبّ الدّین عند اللّٰه الحنیفیّه السّهلاء، (بخاری)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دین آسان دینِ حنیف ہے۔

اس لئے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ کرام کو لوگوں کی سہولت کا لحاظ رکھنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

اِنّما بُعِثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین یسروا ولا تعسروا وامسکثوا ولا تنفروا،

تم آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو دشواری پیدا کرنے کے لئے نہیں بھیجے گئے ہو لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرو، دشواری نہ پیدا کرو، ان میں طمانیت پیدا کرو، وحشت نہ دلاؤ،

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ اور معاذ بن جبلؓ کو کسی مقام پر تبلیغ کے لئے بھیجا تو ہدایت فرمائی:

یسّرا ولا تعسّرا وبشّرا ولا تنفّرا (بخاری)

لوگوں کے لئے آسانی پیدا کرنا اُن کو بشارت دینا وحشت نہ دلانا۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں میں سے ایک چیز قبول کرنے کا اختیار دیا جاتا تھا، تو آپ ہمیشہ آسان چیز کو اختیار فرماتے تھے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر گناہ ہوتا تو اس سے بہت دور رہتے۔

اسلام دین رحمت ہے اس لئے اس نے فطرت انسانی کے مطابق عبادات میں بھی نرمی و سہولت کا لحاظ رکھا اور سخت مجاہدات کو

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

پندرہ روزہ
تعمیر حیات
لکھنؤ

جلد نمبر ۳۹ | ۱۰ر مئی ۲۰۰۲ء مطابق ۲۶ر صفر المظفر ۱۴۲۳ھ | شمارہ نمبر ۱۳

زیر سرپرستی: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء

زیر نگرانی
مولانا عبد اللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء
پروفیسر وصی احمد صدیقی
معتمد مالیات ندوۃ العلماء

مجلس ادارت
شمس الحق ندوی
(مدیر اعلیٰ)
سید محمود حسن حسنی ندوی
معاون مدیر

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبد اللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زرتعاون
سالانہ ---=/۱۵۰ روپے
فی شمارہ ---=/۷ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
و امریکی ممالک .....۳۵ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک جملہ .....۲۰ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ
منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳
ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔
Website:www.nadwatululama.org
E-mail Adress: nadwa@sancharnet.in
Ph: Office.787250(Ext)18
Guest House.323864

گزارش
خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر بریتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ (منیجر)

دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/150 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ (منیجر) (مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے پارکھ آفسٹ ٹیگور مارگ لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

ط: خوشنویس۔ کمپیوزیشن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

۱	دین و دنیا کی جامعیت	مولانا شاہ سیف الدین احمد ندویؒ	۲
۲	ملک و ملت کی فکر	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۵
۳	مدح سرورِ کائناتؐ	حاجی محمد سعید نقشبندی مجددی	۱۰
۴	محبت فاتحِ عالم	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۱۱
۵	افضل ترین عبادت	شمس الحق ندوی	۱۳
۶	یقینی بات	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ	۱۵
۷	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	علامہ یوسف القرضاوی	۱۶
	کچھ یادیں کچھ باتیں		
۸	آگ اور مٹی کی کشمکش	امین الدین شجاع الدین	۱۹
۹	نعت نبویؐ اور غیر مسلم شعراء	مولانا عبید اللہ کوٹی ندوی	۲۱
۱۰	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۴
۱۱	برطانیہ میں مسلمانوں کی	محمد فرمان نیپالی ندوی	۲۵
	شرح میں اضافہ		
۱۲	عالمی خبریں	سید اشرف ندوی	۲۶
۱۳	عیب جیسے ہے لذت آشنائی	(ماخوذ)	۲۷
۱۴	میرے آقا کے تمام و سحر آئینہ (نعت)	قمر سنبھلی	۲۷
۱۵	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۸
۱۶	اداریہ میں تعلیمی کانفرنس	مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری	۲۹
۱۷	قاضی ایاسؒ کی ذہانت	(ماخوذ)	۳۱
۱۸	دعوت دین کی تڑپ (نظم)	عاصی دارانگری	۳۱

شرائط اجنبی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زرضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 40/=

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 50/=

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے

۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر Rs. 80/=

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ

Mr. TARIQUE HASAN ASKARI
P.O.Box No. 3040
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ

Dr.M.AKRAM NADWI
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR

ساؤتھ افریقہ

Mr.M.YAHYA SALLO NADWI
P.O.Box No.388Vereninging.(S.Africa)

قطر

Mr.ABDUL HAI NADWI
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی

Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Tlx.No.3970927

پاکستان

Mr.ATAULLAH
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ

Dr.A.M.SIDDQUI
78-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)

اداریہ

(مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی

ملک وملت کی فکر

ذیل کا مضمون جناب حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی وہ رپورٹ ہے جو ۱۴ر صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۸ر اپریل ۲۰۰۲ء کو ہونے والی مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء میں پیش کی گئی، اس کی اہمیت کے پیش نظر ہم اس کو اداریہ کی جگہ دے رہے ہیں۔

حضرات! مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء کی موجودہ سالانہ نشست اپنے معمول سابق سے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد ہو رہی ہے، اس کی یہ تاخیر کئی اسباب کی بناء پر ہوئی، ان اسباب میں ملک کے غیر یقینی حالات کو زیادہ دخل ہے، ان حالات کی درستگی کے لئے مختلف تدابیر کے ساتھ ہم سب کو اپنے رب کے دربار میں اس کی توحید و تحمید کے ساتھ دعاء کرنا چاہئے، دعاؤں سے بہت سی بلائیں دور ہوتی ہیں۔

خدام ندوۃ العلماء آپ حضرات کی آمد پر آپ کے شکر گذار ہیں کہ آپ نے اس فکرمندی کے حالات میں سفر کیا اور تکلیف اٹھائی، اس سے آپ کے جذبۂ دینی اور ذوق علمی کا پتہ چلتا ہے، اور دین و علم دین کے کام کرنے والوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے، جبکہ حالات بتدریج خراب ہوتے جارہے ہیں، ہمارے ان مدارس دینیہ کو جو امت اسلامیہ کے بقاء دینی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں عالمی سطح پر خطرات گھیرتے جارہے ہیں، اور ان کے بقاء کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کی جارہی ہیں، حالانکہ ہمارے یہ مدرسے دستور ہند کے دیئے گئے حقوق کے مطابق قائم ہیں، اور یہ ملک کے تعلیمی بوجھ کو اٹھانے میں حصہ بٹا رہے ہیں، اور ملک کی آزادی اور خود مختاری کے مطابق ہیں، یہ کسی بے ضابطہ طریقہ کے تحت نہیں ہیں۔

آج سے ڈیڑھ سو سال قبل جب برطانیہ کا سامراجی اقتدار پوری زور دستی کے ساتھ قائم تھا، اس نے اس ملک کے مشرقی طرز حیات اور مسلمانوں کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی کوشش کی، اور آزادی کا حق طلب کرنے والے ہزاروں ایمان پرور فرزندان اسلام کو پھانسی پر چڑھایا، ہمارے علماء نے آئندہ کے مزید خطرات کو محسوس کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات اور دین کو بچانے کے لئے مدارس قائم کئے، اور ان کے ذریعہ ملک دشمن اقتدار سے خطرہ میں پڑنے والی اعلیٰ انسانی قدروں کو باقی رکھنے کا انتظام کیا، انگریزی حکومت نے ان کو کمزور کرنے بلکہ بے اثر کرنے کی کوشش کی، لیکن ہمارے مخلص علماء نے اپنے محدود عوامی وسائل سے ان کو چلایا، آج اسی کی برکت ہے کہ اسلام نہ صرف یہ کہ باقی ہے بلکہ سربلندی کے ساتھ جارہا ہے، آج ان مدارس کے خلاف عالمی سطح پر مخالفانہ محاذ بن رہا ہے، اور ان کی افادیت پر شکوک و شبہات کو بڑھایا جارہا ہے، اور ان کی افادیت سے انکار کیا جارہا ہے، حالانکہ یہ مدارس پُرامن اور انسانیت نواز قدروں کی تلقین کے ساتھ امت اسلامیہ کی ایک بڑی ضرورت پوری کررہے ہیں، اور ان کے نصاب و نظام میں زمانہ کی رعایت بھی کی جارہی ہے، خاص طور پر ندوۃ العلماء نے تو یہ کام آج سے سو سال قبل اپنے زمانہ قیام سے ہی کیا ہے، ضرورت ہے کہ ہم اپنے مدارس کے متعلق پیدا کئے جانے والے شکوک کو رفع کرنے کی کوشش کریں، اور ان مدارس کی بقاء و حفاظت کے لئے تمام ممکنہ طریقے اختیار کریں، ہم پر ذمہ داری ہے کہ حسن تدبیر کے ساتھ اور دستور میں دی ہوئی ضمانت کی روشنی میں ان کے بقاء بلکہ ترقی کے لئے کوشاں رہیں،

اور اسلام سے پرخاش رکھنے والوں کو بتانے کی کوشش کریں، اوران کی غلط فہمی کو دور کریں۔

دراصل اسلام سے ناخوشی رکھنے والے لوگوں نے اسلام کو سمجھا نہیں ہے، انہوں نے اسلام کی اصل دیکھ کر اور سمجھ کر نہیں بلکہ محض اس کے سمٹتے بڑھتے سایہ کو دیکھ کر حقیقت سے مختلف رائے قائم کی ہے، سایہ کو دیکھ کر اصل کے متعلق کچھ طے کر دینا صحیح نہیں ہے، سایہ تو مختلف اثرات سے گھٹتا بڑھتا رہتا ہے، سایہ جس وقت چھوٹا ہوگا اصل کے بارے میں چھوٹا اور حقیر تصور دے گا، اور سایہ بڑا ہوجائے اور پھیل جائے تو صرف اسی کو دیکھ کر رائے قائم کرنے میں غیر ضروری اور زائد از حقیقت تصور بنے گا، فرزندان اسلام کی نظر آنے والی زندگی اگر ناقص اور عیب دار ہے تو اسلام کو ہی عیب دار سمجھ لیا گیا، اور اگر ان کے بعض مظلومین کی طرف سے کسی سخت ناراضی اور انتقامی کیفیت کا اظہار ہوگیا ہے تو اصل اسلام ہی کو دہشت گردی کا حامل سمجھ لیا گیا، اصل حقیقت کو اندر جھانک کر نہیں دیکھا گیا اور اصل سبب تلاش کرنے میں کوتاہی کی گئی، ورنہ اسلام اور سلام (یعنی امن) ایک ہی کیفیت کے دو نام ہیں، اور اس سے ساری دنیا کو خیر ہی ملتی ہے، انسان نوازی اور ہمدردی اس کا اصل شیوہ ہے، جس کی مثالوں سے تاریخ بھری ہوئی ہے، شخصی یا غیر معمولی حالات کے واقعات کو استثنائی اور مخصوص حالات کے واقعات سمجھنا چاہئے، ان کی بناء پر اسلام کے ہمدردی اور انسان نوازی کے مزاج کو غلط سمجھ لینا بہت غلط بات ہے۔ ایسی حالت میں ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ اسلام کے متعلق غیروں کی طرف سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں ان کے ازالہ کے لئے مسلمانوں کے کچھ افراد اور جماعتیں توجہ کے ساتھ کوشاں ہوں، اور غلط فہمیوں کو دور کریں تاکہ اس ملک کی مشترک اور مخلوط آبادی آپسی تعاون اور ایک دوسرے کے ساتھ رعایت کے ساتھ زندگی گزار سکے، یہ ملک بہت بڑا اور مردم خیز اور زمینی دولتوں سے مالا مال ملک ہے، اگر اس کی آبادی آپسی چپقلش، ٹکراؤ، ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے جذبہ سے کام لیتی رہے گی تو ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو نقصان پہنچا کر اپنا دل ٹھنڈا تو کرلے گا، لیکن یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ خود ملک کی ترقی اور وسائل ثروت کو کتنا نقصان پہنچ جائے گا، اور دونوں ہی متحارب گروہ کم وبیش کتنا نقصان اٹھائیں گے، فرقہ وارانہ تناؤ اور ٹکراؤ کی سرپرستی کرنے والوں اور اس کے جاری رہنے کے برے نتائج سے چشم پوشی کرنے والوں کو سمجھنا چاہئے کہ آپسی ٹکراؤ اور ایک دوسرے کو برباد کرنے کی کوشش سے ملک کی ترقی اور سالمیت کو اور دنیا میں اس کی شہرت کو کس قدر بڑا نقصان پہنچتا ہے؟۔

یہ بات گجرات کے المیہ کے بارے میں زیادہ وضاحت سے کہی جاسکتی ہے، جس کے واقعات کی سنگینی بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں، اس سے ہزار ہا ہزار افراد کو مصائب سے گذرنا پڑا، جو المناک واقعہ اس کا سبب بنا صوبہ کے انتظامیہ کو اس اثر سے سخت حالات کے ابھر آنے کے امکان کو فوراً محسوس کرلینا تھا واقعہ کی نیز اس کے ارتکاب کرنے والوں کی تحقیق کر کے اس کے مجرموں کو قرار واقعی سخت سزا دینا چاہئے تھا اور اس بے انصافی کا موقع پیدا نہ ہونے دینا چاہئے تھا کہ مجرموں کی جگہ ان کے ہم مذہب یا ہم طبقہ بے گناہ افراد کو بے محابا سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں مارا جائے، ان کے مکانات ودکانوں کو جلایا جائے یہ بہت ہی ظلم کی بات ہے، اس سے ملک کی اور اصحاب اقتدار کی شہرت اور نیک نامی اور اعتبار کو سخت دھچکا پہنچتا ہے اور جہاں تک مسلمانوں کا معاملہ ہے تو جبکہ وہ اس سلسلہ میں مصیبت اٹھانے والے اصل اور مظلوم لوگ ہیں ان کی مظلومیت ضائع نہ جائے گی، ان کو ان کی مظلومیت کا اجر ان کے رب کی طرف سے ملے گا، اور وہ دیر سویر پھر انشاء اللہ بحال ہوجائیں گے، اور ظلم کرنے والوں کو ظلم کی نحوست سے سابقہ پڑے گا۔ ہم کو ان واقعات کو ہندو مسلم کشمکش کی نظر سے دیکھنے کے بجائے ظالم اور مظلوم کے مابین ہونے والے واقعہ کی نظر سے دیکھنا چاہئے، ہمارے بہت سے ہندو ہم وطن بھائی بھی اس کو اسی نظر سے دیکھ رہے ہیں، یہ اطمینان وخوشی کی بات ہے۔ ہم کو ان واقعات کی مذمت کے ساتھ اپنے ستم رسیدہ ان بھائیوں کی جو اخلاقی ومالی مدد ہوسکتی ہو کرنا چاہئے کیونکہ ہمارے یہ بھائی سخت ضرورت کی حالت میں ہیں۔

حضرات! یہ جمہوریت اور عالمی ماحول کا دور ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ کو انقلاب انگیز طاقت حاصل ہوگئی ہے، اس میں غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا اور ذہنوں سے غلط تصورات کو نکالنا آسان ہوگیا ہے، اس پُر اثر

ذریعے سے اور آپس کے روابط سے فائدہ اٹھاتے ہوئے افہام وتفہیم کے ذریعہ سے کتنا مفید کام کیا جاسکتا ہے، ہم کو اس ملک میں ان مؤثر ذرائع سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے، ہمارے پاس مذاہیر کے طور پر یہ سب سے زیادہ کارآمد ذریعہ ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اپنے نیک مقاصد کے حصول کے لئے اپنے غیر اسلامی طور وطریق کو درست کرنے اور اپنا تعلق مع اللہ بڑھانے کی طرف خصوصی توجہ کرنا چاہئے، اسی کے ساتھ دعاء کا وسیلہ بھی اختیار کرنا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لئے اخلاق وکردار کی درستگی ضروری ہے، دعاء ایک مؤمن کے لئے بہت مؤثر ہتھیار ہے، کیونکہ دنیا وآخرت کے تمام معاملات کی باگ ڈور اللہ رب العالمین کے ہاتھوں میں ہے، اس سے مانگنے پر سب کچھ مل سکتا ہے۔

ہم کو مزید یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ امت اسلامیہ کا سب سے بڑا امتیاز اس کا دعوتی عمل ہے، اس کو امت دعوت بنایا گیا ہے، اور اس کی بقاء وترقی کا بڑا انحصار اس کی اسی خصوصیت پر رکھا گیا ہے، اسی کے ذریعہ دلوں کو فتح کیا جاتا ہے، اور دلوں کو فتح کرنے والے لوگ جسموں کو فتح کرنے والوں پر غالب رہتے ہیں۔ اس ملک میں بھی مسلمان اپنی سابقہ تاریخ میں دعوت کے ذریعہ ہی پھیلے اور محبوب بنے، پھر بتدریج اس طرف سے کوتاہی ہوئی، اور سیاست اور ملک گیری کی طرف توجہ نے اپنے میں زیادہ مشغول کرلیا، ہمارے مدارس کے دینی ودعوتی مزاج میں بھی فرق آیا ہے، ہمیں اس کو صحیح بنانے کی بھی کوشش کرنا چاہئے۔

تفصیلی رپورٹ

مختلف جہتوں سے دعوت اسلام کا نقطۂ نظر وخیال الحمد للہ ندوۃ العلماء کے بانیوں اور ذمہ داروں کے پیش نظر رہا ہے، اسی کی بناء پر ایک طرف مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کا دعوتی واشاعتی ادارہ قائم کیا گیا جس کا آغاز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے ۴۳ سال قبل اپنے اور احباب کے بہت محدود وسائل کے ذریعہ کیا تھا، آج اس کی کتابوں اور دعوتی رسائل کی تعداد تین سو کے قریب پہنچ چکی ہے، اور وہ اردو کے علاوہ متعدد زبانوں میں ہیں، اور ان سے دنیا کے مختلف خطوں میں اور خود ہندوستان میں بڑا فائدہ ہو رہا ہے، اور اسلام سے متعلق غلط فہمی اور بری رائے رکھنے والے متعدد افراد میں تبدیلی آئی ہے، اور فکری تفہیم اور دعوتی ترغیب کا اچھا کام ہوا ہے، اور الحمد للہ وہ جاری ہے، ہماری یہ مجلس ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں کی سرپرستی میں ہی کام کرتی ہے، اگرچہ نظام عمل ومالیات کے لحاظ سے وہ مستقل حیثیت کی مالک ہے۔

دوسری طرف حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ نے "پیام انسانیت" کے نام سے ایک فورم کی داغ بیل ڈالی، اور ساری زندگی اس کی سرپرستی فرماتے رہے، اس فورم کے ذریعہ مخلوط جلسے منعقد ہوتے تھے، جن میں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی سب حاضرین میں ہوتے تو مشترک مفاد کی باتیں اور انسانیت اور انسانی بھائی چارہ کی باتیں کی جاتی تھیں، ان جلسوں نے بھی دعوتی مقصد کو بہت فائدہ پہنچایا، اس کا دفتر بھی ندوۃ العلماء میں قائم ہے۔

تیسری طرف حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ذرائع ابلاغ سے ممکنہ فائدہ اٹھانے اور اس کے ذریعہ غلط فہمی دور کرنے کے کام کا نظام بنایا گیا، جو میڈیا سینٹر کے نام سے ندوہ میں کام کرتا ہے، اسی سلسلہ کی بات یہ بھی ہے کہ ندوۃ العلماء کے شعبۂ صحافت ونشریات سے ایک اردو، ایک انگریزی ایک ہندی اور دو عربی میں رسالے شائع کئے جاتے ہیں، جو ذہنوں کو صحیح غذا پہنچانے کا کام کر رہا ہے، اس کام میں تقویت کے طور پر انٹرنیٹ کا بھی انتظام کیا گیا ہے، جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، اور کمپیوٹروں کا انتظام علیحدہ سے ہے، جن کے ذریعہ طلباء بھی ان سے فائدہ اٹھاتے اور اس کے ذریعہ مفید صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔

درجات علیا سے فراغت حاصل کرنے والے طلباء کے لئے فقہ اسلامی اور قضاء، نیز فکر ودعوت اسلامی کی تربیت کے لئے الگ الگ ایک ایک سالہ نظام قائم کیا گیا ہے، دونوں میں سے ہر ایک میں نصف نصف درجن طلبہ کو مطالعہ وتحقیق وتربیت کا موقع دیا جاتا ہے، اور ان میں ہر ایک کو وسیع وظیفہ دیا جاتا ہے۔

جہاں تک فقہ اسلامی اور قضاء کے شعبہ کا تعلق ہے تو اس کو ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں نے مسلمانوں کی معاشرتی زندگی اسلامی خطوط پر استوار کرنے، نیز ازدواجی زندگی میں حقوق وفرائض، حدود واختیارات

سے متعلق شرعی احکام کے نفاذ کو آسان بنانے کے لئے ۱۴۱۲ھ میں قائم کیا تھا، اس وقت سے الحمدللہ یہ شعبہ اپنے فرائض کی انجام دہی کررہا ہے، مسلم عوام کا رجوع بھی ہے، دارالعلوم کے اساتذہ کرام اپنے تدریسی فرائض کی انجام دہی کے ساتھ کارقضاء وافتاء انجام دیتے ہیں، ان کے علاوہ اس شعبہ میں پانچ افراد پر مشتمل عملہ ہے، اس شعبہ میں تدریب افتاء کا بھی ایک درجہ ہے، جس میں سال رواں (۱۴۲۳ھ) میں ۶ طلباء زیر تعلیم ہیں۔

شعبۂ افتاء میں ۱۴۲۳ھ تک جملہ مقدمات کی تعداد: ۴۴۲

زیر سماعت مقدمات کی تعداد: ۳۲

محرم ۱۴۲۲ھ تا ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مقدمات کی تعداد: ۲۰

شعبہ افتاء میں کل استفتاءات کی تعداد ۱۶۰۴۳

محرم ۱۴۲۲ھ تا ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ استفتاءات کی تعداد: ۱۲۴۷

استفتاءات معاشرتی، اقتصادی، عبادات اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق ہیں۔

اور فکر اسلامی ودعوت کے شعبہ کو طلباء کو فکری رجحانات اور صحیح اسلامی نقطۂ نظر پر عبور حاصل کرانے کے لئے اور بھی پہلے قائم کیا گیا تھا جس سے ۵ سے ۱۰ طلبہ سالانہ فائدہ اٹھاتے ہیں، اس شعبہ کا نصاب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بہت توجہ سے خود ترتیب دیا تھا، جس سے ایک عالم دین کو غیر اسلامی نظریات وافکار سے واقفیت کے ساتھ صحیح اسلامی فکر کو سمجھنے اور اپنی فکر کو اسی کے مطابق ڈھالنے میں مدد ملتی ہے، دونوں شعبوں کے فارغین کو علیحدہ علیحدہ اس کی سند بھی دی جاتی ہے۔

ندوۃ العلماء میں دعوت وارشاد کے کام کے لئے بھی ایک شعبہ انتظامی شعبہ کے طور پر قائم ہے، جو عقائد کی درستگی اور حق کی اشاعت پر توجہ مرکوز کرتا ہے، اور جن علاقوں میں عقائد واعمال کی خرابی بڑھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے وہاں اس کے تحت مبلغین بھیجے جاتے ہیں، اور کام کی کوشش کی جاتی ہے، الحمدللہ اس کے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں۔

سال گذشتہ کی طرح اس سال بھی شعبہ دعوت وارشاد کی جانب سے جوار لکھنؤ خصوصاً غربی جانب کے دیہات کے مسلمانوں کو ادیان باطلہ کی سرگرمیوں سے ہوشیار کرنے کی کوشش کی گئی، اس مقصد کے لئے جمعہ کی نمازوں میں اساتذہ کے وفود بھیجے گئے اور سبحانی کھیڑا، جیتی کھیڑا، پہاڑ پور اور ماتی میں معلم رکھے گئے، سمہد امیں بھی ایک معلم رکھا گیا تھا لیکن رہائش وغیرہ کی دشواری کے سبب ہٹا لینا پڑا، جن گاؤں میں دورے ہوئے یا مدرسین رکھے گئے وہاں قادیانیوں کا زور ٹوٹا ہے، لیکن جائزہ سے اندازہ ہوا کہ یہ جماعت بڑا وسیع اور منظم پلان رکھتی ہے، آگرہ، ہردوئی اور بعض دوسرے مقامات سے لوگ آئے، اور ان کی سرگرمیوں کی تفصیل بتائی، اور ہر جگہ سے دوہرے مطالبے ہوئے، اول یہ کہ ایسے علماء کے دورے ہوں جو عوام الناس کے ذہنوں میں اس باطل فرقہ کی برائیاں اتار سکیں، دوسرے یہ کہ ان کے بچوں کی تعلیم وتربیت کا مفت انتظام ہو، پہلے مطالبہ کو تو شعبہ کسی طرح پورا کرسکتا ہے، مگر دوسرا مطالبہ بڑے بجٹ کا متقاضی ہے، بہر حال بڑے فکر کی بات ہے، چاہئے کہ اس کام کے لئے بعض نوجوانوں کی تربیت کی جائے، اور اس کے لئے مالی فراہمی کرکے منصوبہ بند کام کیا جائے۔

قادیانی فتنہ نے اس وقت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اپنا اثر جمایا ہے، خاص طور پر کوردہ مواضعات میں جہاں علم صحیح کی روشنی پہنچنے کا انتظام نہیں ہے اور قادیانی تحریک بڑے مالی صرفہ سے یہ اضلال کا کام کررہی ہے، مختلف صوبوں اور علاقوں سے اس سلسلہ میں فکرمندی کی اطلاعات آرہی ہیں، ہمارے مدارس کو اس کی طرف خصوصی توجہ کرنا چاہئے، اور اہل خیر کو اس کے بار کو اٹھانے میں حصہ لینا چاہئے۔

مذکورہ بالا شعبوں کے علاوہ اصلاح معاشرہ کمیٹی بھی دارالعلوم ندوۃ العلماء میں کئی سالوں سے قائم ہے، اور وہ بھی الحمدللہ قابل عمل حد تک کام کررہی ہے، اصلاح معاشرہ کمیٹی ندوۃ العلماء نے اردو میں لٹریچر بھی تیار کیا، اور پھر دیگر زبانوں کے تقاضے کو دیکھتے ہوئے اس کو ہندی زبان میں بھی منتقل کیا تاکہ اس لٹریچر سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھاسکیں۔

یہ کمیٹی ہر ماہ ندوۃ العلماء کی شاخوں کو فولڈرز بھیجتی ہے اور جو بھی بڑی اصلاحی کام کرنے والی تنظیمیں ہیں ان کو بھی اپنا لٹریچر بھیجتی ہے، ادھر کمیٹی نے دارالعلوم کی بھی مدد سے مدارس ملحقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کو فعال بنادیا ہے، اس کی شاخوں نے سالانہ

اصلاح معاشرہ کا جلسہ بھی کیا ہے، جس میں دارالعلوم کے موقر اساتذہ کرام نے شرکت بھی کی، اور مسلسل خطوط آتے رہتے ہیں، اور اساتذہ کرام کو مدعو کرتے رہتے ہیں۔ اور اب ماشاء اللہ اکثر ملحقہ مدارس نے اپنے یہاں اصلاح معاشرہ کمیٹی قائم کی ہے۔

ماہ شعبان میں مدارس ملحقہ سے رپورٹ مانگی گئی تو اکثر نے تفصیل بتائی کہ ہم لوگ ہر ہفتہ دیہاتوں میں جاتے ہیں اور مہینہ میں ایک چھوٹا جلسہ بھی رکھتے ہیں، اس طرح وہ اپنے اس کام کو انجام دے رہے ہیں، اور انہوں نے بتایا کہ اس کے مثبت اثرات ظاہر ہورہے ہیں، ادھر چند دنوں سے کمیٹی کی طرف سے کوئی بڑا جلسہ نہیں ہوسکا، البتہ اساتذہ کے ذریعہ اور مدارس ملحقہ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کا کام ہورہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مزید فعال اور نفع بخش بنائے۔

دوران سال ندوۃ العلماء کے انجام دیئے ہوئے چند دیگر کاموں کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) ''رواق مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ'' کی اب تکمیل ہوگئی ہے، اور طلبہ اس میں قیام کررہے ہیں، اس عمارت میں ۴۳ کمرے ہیں، اور ہر کمرہ میں ۱۰ طلبہ کے قیام کی گنجائش ہے، بکلی چونکہ اس علاقہ میں کم آتی ہے، اس لئے دارالاقامہ اور درسگاہ کے لئے جنریٹر کا انتظام کیا گیا ہے۔

(۲) درسگاہ کی پہلی منزل پہلے ہی تعمیر ہوچکی تھی جو مزید درجات منتقل ہونے کے بعد تنگ ہوگئی ہے اس لئے اس کی دوسری منزل کی تعمیر کا منصوبہ ہے، جس کی رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے، آئندہ سال معہد کا آخری درجہ اور خصوصی اول ودوم بھی احاطۂ دارالعلوم سے انشاء اللہ وہاں منتقل کردیئے جائیں گے۔

(۳) بنگلور کی تیسری عمارت (ڈائمنڈ ڈسٹرکٹ) کی خریداری رقم کی کمی کی وجہ سے مکمل نہ ہوسکی، یہ ضروری امر ہے، تاکہ مزید آمدنی شروع ہوسکے، معزز ارکان کو اس طرف توجہ فرمانے کی ضرورت ہے۔

(۴) ہندی زبان کے رائج ہونے کی وجہ سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ ہندی زبان میں اور اچھا معیاری رسالہ شائع ہو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اس طرف تھی اور ہندی میں رسالہ کی اشاعت کی ان کو بہت فکر تھی، الحمدللہ یہ کام اب شروع ہوگیا ہے، جس کو آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اس کی اشاعت تیزی سے بڑھ رہی ہے، جس سے امید ہے کہ وہ خود کفیل ہوجائے گا، اور اہم دینی خدمت انجام دے گا۔

(۵) معہد دارالعلوم سکروری میں ایک معیاری لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو ابھی ابتدائی شکل میں ہے، لیکن رفتہ رفتہ انشاء اللہ ایک وقیع لائبریری کی شکل اختیار کرے گی، اس کا نام ندوۃ العلماء کی تحریک کے اولین بانیوں میں سے نواب مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی پر ''کتب خانہ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی'' رکھا گیا ہے، سلف کے احسانات کو یاد رکھنے اور شکر گذاری کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حضرات! موجودہ دور میں صحافت کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، بامقصد صحافت اور بے مقصد صحافت دونوں اس وقت کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہیں، اس لئے یہ ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تحت صحافت کی تعلیم وتربیت کا بھی باقاعدہ نظم کیا جائے، اور جو طلبہ کم از کم عالیت کرلیں وہ اس میں داخلہ لے سکیں، اور ایک سالہ کورس ہو جس میں طلبہ کو مناسب ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے، اور فارغ ہونے پر طلبہ کو سارٹیفکیٹ دیا جائے۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں عربی، انگریزی اور کچھ ہندی کی تعلیم کا باقاعدہ نظم ہے لیکن اسی کے ساتھ اسلام کی خدمت اور ترجمانی کے لئے یہ ضروری محسوس کیا جارہا ہے کہ بعض وہ دیگر زبانیں بھی جو اس وقت بہت زیادہ استعمال میں ہیں ان کی تعلیم کا بھی ایک خصوصی انتظام کیا جائے، اور کم از کم عالیت سے فارغ طلبہ میں سے جو دعوت کے کام کی صلاحیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں ان کو اس کی بھی تعلیم دی جائے کہ وہ دعوت وخدمت حق کا ان زبانوں میں کام کرسکیں، ملکی زبانوں میں ہندی اور بنگالی وغیرہ، اور غیر ملکی زبانوں میں جو ضروری سمجھی جائیں، دوسری یونیورسٹیوں میں ایسے شعبے قائم ہیں جہاں مختلف زبانوں کو سکھایا جاتا ہے، اور مختصر مدت میں ان میں مہارت پیدا کرنے کی کوشش ہوتی ہے، ڈپلوما کورس کے تحت یہ نظام چلایا جائے اور طلبہ کو وظائف دیئے جائیں۔

حضرات! دارالعلوم ندوۃ العلماء کے

تعلیمی شعبہ میں بھی الحمد للہ مناسب ڈھنگ سے کام انجام پاتا رہا، اس وقت اس کے مختلف مرحلوں میں اور شہر میں اس کی شاخوں میں سب ملا کر پانچ ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، عالمیت کے مرحلہ سے سال رواں تقریباً چار سو طلباء، اور فضیلت و تخصص سے تقریباً ایک سو طلبہ فارغ ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مدد فرمائے، اور کام کرنے والوں کو اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

محترم حضرات! ندوۃ العلماء اور اس کے دار العلوم اور متعلقہ شعبوں کی کارکردگی کے حسب معمول بہتر طریقہ سے انجام دیئے جانے میں مجھے اپنے محترم رفقاء سے پوری مدد ملی، خاص طور پر معتمد مال اور معتمد تعلیم صاحبان نے خصوصی معاونت کی، اور مہتمم صاحب کا بھی اچھا اور قابل قدر تعاون رہا جو لائق تشکر ہے، ناظر عام و دیگر ذمہ داران کار کا بھی اچھا تعاون رہا، اساتذۂ کرام نے بھی تعلیمی سرگرمی میں فکر و توجہ کا ثبوت دیا، میں ان سب کی معاونت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ہمارے طلبہ نے بھی الحمد للہ دار العلوم ندوۃ العلماء کی دینی و علمی خصوصیت اور مقصدیت کا لحاظ رکھنے میں ذمہ داران ندوۃ العلماء کو بڑی حد تک مطمئن رکھا، یہ ہمارے لئے مسرت کی بات ہے۔

معتمد تعلیم ڈاکٹر مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی ہمارے اس جلسہ میں اپنی علالت کی وجہ سے شریک نہیں ہو رہے ہیں، ان کو انہی دنوں اپنے علاج کے سلسلہ میں جرمنی جانا پڑا جس کی وجہ سے وہ یہاں بروقت نہیں پہنچ سکے، ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعاء کریں تاکہ وہ اپنی صحت سے دین و ملت کی مفید خدمت جاری رکھ سکیں۔

و الحمد للہ اولاً و آخراً

درودِ سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از حافظ مولوی حاجی محمد سعید صاحب نقشبندی مجددی خانقاہ شریف مجددیہ پیر دروازہ، بھوپال

کہاں طاقت کہ میں لکھوں قصیدہ ان کی مدحت کا
وہ ذاتِ اقدس و اکرم وہ پیکر نور و رحمت کا
فلک پیدا کرے لاکھوں حسیں روز قیامت تک
وہ تخلیق دو عالم کا سبب ہستی بنی جس کی
یدِ قدرت کے جلوے سے ہزاروں گھل گئے عالم
دبستانِ جنابِ قدس میں سیکھا ادب جس نے
زبان پاک ہو کیونکر نہ وحی آسماں اُن کی
سلام اُس پر جو رحمت بن کے عالم کے لئے آیا
سراپا ظلمت و عصیاں ہوں یکسر عجز و کوتاہی
ارے اے جذبِ دل آخر یہ سودائے جنوں کیا ہے
مبارک تجھ کو اے دل سوز تیرا بے خودی تیری
خوشا وہ دل کہ سوزِ عشق سے جو خاک ہو جائے
بقا مل جائے ہستی کو فنائے عشقِ احمدؐ میں
درِ اقدس پہ جا پہنچے اگر اے کاش دیوانہ
سعیدِ خستہ خاطر کو بلا لیں آپ قدموں میں
کہ اب دل میں مچلتا ہے بہت ارماں زیارت کا

ثناخواں ہے خدائے پاک جن کی شانِ رفعت کا
ملا جس کو رسولوں میں شرف ختمِ رسالت کا
مقابل کوئی کیا ہوگا سراپا نور قدرت کا
دیا آکر زمانے کو اسی نے درس حکمت کا
شبِ معراج یوں روشن ہوا سینہ نبوت کا
نہ ہو کیوں خلق اس کا عکس خلقِ ذات وحدت کا
لبوں پر فیصلہ ہو جن کے دوزخ اور جنت کا
درود اُس پر کہ جس نے نور پھیلایا ہدایت کا
یہ ہے سرمایۂ اصلی اور اس پر شوق مدحت کا
کہ ہاتھوں سے پھٹا جاتا ہے دامن ضبط و طاقت کا
عجب کیا ہے یہی بن جائے نذرانہ عقیدت کا
زہے وہ قلب بن جائے ہدف جو تیر الفت کا
بنا دے مجھ کو پروانہ خدا شمعِ نبوت کا
تو کھل جائے کلی دل کی مٹے سب درد فرقت کا

محبت فاتحِ عالم

● حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

محبت کو اقبالؒ نے فاتح عالم کہا ہے اس سے ہمارا ذہن ان فاتحین عالم اور کشور کشاؤں کی طرف جاتا ہے، جنھوں نے اپنے زور و بازو دیا نوکِ شمشیر سے ملک فتح کئے اور ہزاروں لاکھوں انسانوں کے جسم پر (اکثر ان کی مرضی کے خلاف) حکومت کی بہت سے فلسفیوں اور دانشوروں نے دماغوں کو تسخیر کیا، زبانوں کو گنگ کر دیا، دلائل کے لشکروں کو شکست فاش دی اور اپنے دماغی تفوق اور علمی فتح کا سکہ بٹھا دیا۔ بہت سے دولت مندوں اور سرمایہ داروں نے بہت سے لوگوں کے زبانوں پر سونے کی مہر اور اشرفی کا ٹھپہ لگا دیا اور وہ انھیں کا گن گانے لگے، ان کے دماغ ان سے باغی ان کے دل ان سے بیزار لیکن ان کی زبانیں ان کی مدح کی توصیف میں سرشار تھیں۔

لیکن محبت کی فتح ان سب فتوحات سے نرالی ہے، ایسی نرالی کہ اس کو فتح کہتے ہوئے بھی محبت سے معذرت کرنی پڑتی ہے اور اس میں اس کی کچھ حق تلفی یا ناشناسی کی بو آتی ہے، اس لئے کہ محبت نے اور اہل محبت نے اکثر کھو کھو کر پایا ہے اور ہار ہار کر جیتا ہے اس کو کسی اہم جنس کی طرف، کسی اشرف المخلوقات انسان کی طرف، کسی صاحب ضمیر ہستی کی طرف شکست کی نسبت کرنے سے بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور اپنی انسانیت دوستی اپنے لطیف جذبات اور اپنے نازک احساسات سے شرم آنے لگتی ہے، بادشاہوں، فاتحین عالم اور مادی طاقت رکھنے والوں کا اس اصول پر عقیدہ اور عمل تھا۔ "نہ ہے بانس نہ بجے بانسری" اور اہل محبت کا اس اصول پر کہ بانس بھی رہے اور بانسری بھی صرف اس کا نغمہ بدل جائے۔ اس سے پہلے نفرت و عداوت کے گیت نکلتے تھے اور اب محبت، شکر و اعتراف کے گیت نکلنے لگیں۔ بادشاہوں اور طاقتوروں کا اصول یہ تھا کہ دشمن کو فنا کر دیا جائے، اہل محبت کا اصول یہ تھا کہ دشمن کو دوست نہیں بلکہ عاشق بنا لیا جائے۔ اس اصول کا کرشمہ یہ تھا کہ جنون کے پیالے ہو کر آتے تھے، وہ ان کا کلمہ پڑھنے اور ان کا دم بھرنے لگتے تھے، اور ساری عمر ان کی چوکھٹ پر گزار دیتے تھے۔

اصل اصول پر سب سے زیادہ خدا کے پیغمبروں، مذہبی پیشواؤں اور سچی روحانیت اور بے لوث محبت کے علمبرداروں نے عمل کیا۔

مذہب، اخلاق و روحانیت اور تفکر و تصوف کی تاریخ ان مثالوں سے بھری ہوئی ہے کہ آدمی جان لینے آیا، اور ان کے دربار میں جان و دل دونوں کھو بیٹھا میں نے غلط کہا کہ اس نے کھویا، نہیں! بلکہ سب کچھ پا لیا، اپنے آپ کو بھی پا لیا، اپنی نامعلوم صلاحیتوں کو حسن و احسان کو انس و محبت کو، ہر انسان کے اندر محبت کرنے، قدر کرنے اور اثر لینے کی جو صلاحیت ہے، اس نے نہ صرف اس کو دریافت کر لیا، بلکہ اس کا مزہ چکھ لیا۔ اور پھر ساری عمر اس کا مزہ لیتا رہا، وہ اپنے کو نہیں پہچانتا تھا، جان لیا، کو لمبس کو نئی دنیا دریافت کرنے سے اتنی خوشی نہ ہوئی ہوگی، جتنی اس کو اپنی دنیا دریافت کر لینے سے خوشی ہوئی۔

اقبال ہی کی زبان سے سنئے ؎

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن
من کی دنیا من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دنیا تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن
کتنے آدمی تھے جن کے دل و دماغ میں تشکک و انکار کی گرہیں پڑی ہوئی تھیں، فلسفہ و منطق علم و استدلال جتنا ان گرہوں کو سلجھانا چاہتا تھا، اتنی ہی اور نئی نئی گرہیں پڑتی جاتی تھیں۔ ان اہل دل اور اہل محبت کی ایک نگاہ دلنواز اور آنکھوں کی ایک چمک اور لبوں کی ایک مسکراہٹ نے برسوں کی دماغ کی گرہیں، اور دل کی سلوٹیں دور کر دیں، حسرت نے اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے ؎

دلوں کو فکر دو عالم سے کر دیا آزاد
ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

اور اقبال نے کہا ہے ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

یہاں پر میں ہندوستان کے ایک عظیم روحانی پیشوا اور صوفی حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا ایک واقعہ بیان کروں گا اسی سے اندازہ ہوگا کہ محبت و مروت میں شرافت و اخلاق میں اور عفو و درگذر میں کیا جادو،

کیسی موہنی اور فتح و تسخیر کی کیسی طاقت ہے

خواجہ صاحب کے یہاں دستور تھا کہ جو لوگ ملنے آتے تھے وہ اکثر کوئی بے تکلف نذر اور تحفے آتے تھے۔ خواجہ صاحب تو عموماً روزہ سے ہوتے تھے اور یوں بھی ان کو کھانے پینے سے زیادہ دلچسپی نہ تھی، یہ سب غریبوں اور مہمانوں کے کام آتا۔ ایک مرتبہ ایک بہت پڑھے لکھے آدمی فلسفی قسم کے امتحان کے طور پر آنے والوں کے مجمع میں شامل ہوگئے۔ انھوں نے سوچا کہ بہت سے آدمی نذر و تحفہ لاتے ہیں۔ خواجہ صاحب کو کیا پتہ چلے گا کہ کون کیا لایا، انھوں نے راستہ سے اٹھا کر مٹی کی ایک پڑیا باندھ لی اور سب لوگوں کے تحفہ کے ساتھ مٹی کی وہ پڑیا بھی رکھ دی۔ خواجہ صاحب کے یہاں دستور تھا کہ جب تحفے جمع ہو جاتے تو آپ اپنے خادم خاص خواجہ اقبال سے فرماتے کہ اس کو اٹھا لو وہ لے جا کر اس کو مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔ اس دن بھی ایسا ہی ہوا، خواجہ صاحب نے اشارہ کیا، اور خواجہ اقبال سب تحفوں کو سمیٹ کر لے جانے لگے۔ جب اس پڑیا کی باری آئی تو آپ نے فرمایا کہ اس پڑیا کو رہنے دو میری آنکھوں کا سرمہ ہے۔ خواجہ صاحب کو خیال ہوا کہ اگر راز فاش ہو گیا تو ان عالم صاحب کی خیر نہیں۔ بزرگان دین کسی کی توہین اور ذلت برداشت نہیں کر سکتے اور دل توڑنا ان کے مذہب میں روا نہیں، وہ فاضل آپ کی یہ ادا دیکھ کر اس شمشیر محبت کے گھائل اور آپ کی محبت و عظمت کے قائل ہو گئے اور وہیں قدم پکڑ لئے اور عمر بھر انھیں کا دم بھرتے رہے۔

انھیں حضرت محبوب الٰہی کا مقولہ ہے کہ عداوت کا جواب عداوت، نفرت کا جواب نفرت اور مخالفت کا جواب مخالفت نہیں، عداوت کا جواب دوستی اور خیر خواہی، نفرت کا محبت اور بدی کا نیکی ہے، فرماتے تھے کہ اگر کانٹے کے ساتھ کانٹا رکھ دیا جائے تو کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے، اور کانٹوں کا ڈھیر لگ جائے گا، اس سے کچھ فائدہ نہیں، یہ بھی فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ سیدھے کے ساتھ سیدھا رہے اور ٹیڑھے کے ساتھ ٹیڑھا۔ اور میں کہتا ہوں کہ سیدھے کے ساتھ بھی سیدھا رہے اور ٹیڑھے کے ساتھ بھی سیدھا، چنانچہ ان کا ساری عمر اسی پر عمل رہا۔

ایک شخص خواہ مخواہ مخالف اور دشمن تھا اور موقع بے موقع برا بھلا کہتا رہتا تھا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے یہاں تعزیت کو گئے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے لئے دعا کی اور کہا کہ خدایا میں نے اس کو معاف کر، انھیں کے سلسلہ کے ایک بزرگ شاہ مینا صاحب جن کی عمر لکھنؤ میں گذری اکثر فارسی کے دو شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ہر کہ مارا یار نبود ایزد او را یار باد
ہر کہ مارا رنج دادہ راحتش بسیار داد
ہر کہ او خارے نہد در راہ ما از دشمنی
ہر گل کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

ان اشعار کا مفہوم یہ ہے کہ (خدایا جو میرا دوست نہ ہو تو اس کا دوست رہنا، خدایا جس نے مجھے تکلیف پہونچائی اس کو بہت راحت عطا فرما۔ جس نے میرے راستے میں کانٹے بچھائے خدا کرے اس کے گلشن حیات میں جو پھول کھلیں بے خار رہیں) اور یہ سب درحقیقت ان کے مذہب کی تعلیم اور اس پیغمبر کا عمل تھا جس پر ان کا ایمان تھا۔ قرآن شریف میں ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں، تم بدی کا جواب بہت زیادہ نیکی سے دو۔ اس کا نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس شخص کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے وہ تمہارا جگری دوست بن جائے گا۔

ہندوستان کی تاریخ میں ایسے واقعات کی کمی نہیں، قانون قدرت ہمیشہ سے ایک ہے خدا نے جن چیزوں میں جو اثر پیدا کر دیا ہے ہزاروں لاکھوں برس سے وہ اثر چلا آ رہا ہے محبت میں اب بھی وہ تاثیر ہے، جو کام وہ کر سکتی ہے اور کوئی طاقت نہیں کر سکتی، تجربہ شرط ہے، تھوڑی سی ہمت تھوڑے سے صبر اور یقین محکم کی ضرورت ہے، آئیے اقبال کی آواز میں ایک بار پھر پڑھیں۔

یقیں محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

(بقیہ) عالمی خبریں

اسرائیلی وزیر خارجہ کے نام نہاد امن مشن کا اعلان کچھ اس انداز سے ہوا تھا جیسے ان کے پہنچتے ہی جنگ بندی ہو جائے گی۔ مگر ایک تو انھوں نے وہاں پہونچنے میں تاخیر کی جو بظاہر اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اس درمیان اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف جو کچھ بھی کرنا چاہتا ہے کرلے۔ اور ساری دنیا نے دیکھا کہ ہو ابھی وہی پھر انھوں نے شیرون کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا کہ پہلے فدائی حملے بند کرے پھر جنگ بندی کی طرف کوئی پیش رفت ممکن ہوگی۔ امریکہ فلسطینیوں کے قتل عام کی مذمت میں ایک لفظ تک کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کی بلکہ یاسر عرفات سے فدائیوں کی کارروائیاں بند کرانے کے لئے ہی اصرار کیا جس پر یاسر عرفات نے حسب معمول انہیں اس امر کا یقین دلایا کہ ہم جنگ نہیں چاہتے امن چاہتے ہیں۔ مگر اسرائیل مسلسل ظلم کر رہا ہے۔

شمس الحق ندوی

افضل ترین عبادت

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا "قیامت کے بازار میں کسی سودے کی اتنی قیمت اور چلن نہ ہوگا جتنا دل کا خیال رکھنے اور دل خوش کرنے کی"۔ (تاریخ دعوت وعزیمت)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے نزدیک مسلمان کا دل خوش کرنا اور دلجوئی و راحت رسانی افضل ترین عبادت اور تقرب الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ سیر الاولیاء میں ہے وہ فرماتے ہیں "مجھے خواب میں ایک کتاب دی گئی اس میں لکھا تھا جہاں تک ہو سکے دلوں کو راحت پہنچاؤ، مومن کا دل اسرارِ ربوبیت کا مقام ہے۔"

ان خاصان خدا کی باتیں کتاب وسنت کا ترجمان اور اس کا عکس ہوتی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یوم نحر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی، آپ نے فرمایا لوگو! آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ حرمت واحترام کا دن ہے، پھر آپ نے پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے جواب دیا قابل احترام شہر ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ حرمت کا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارا خون، تمہارا مال، تمہاری عزت اس دن، اس شہر اور اس مہینہ ہی کی طرح قابل احترام ہے، بار بار آپ نے یہ فرمایا پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا اے اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا، اے اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا، اے اللہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا خدا کی قسم امت کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت ہے جو موجود ہے اس کو چاہئے کہ غائب کو پہنچا دے تم ہمارے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارو (بخاری)

حضرت زید بن علاقہ سے روایت ہے کہ میں جریر بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! میں اسلام کی آپ سے بیعت کرتا ہوں، آپؐ نے مجھ پر یہ شرط لگائی کہ اس (اسلام) کے ساتھ ہر مسلمان کے لئے جذبۂ خیر خواہی رکھنے کی بیعت کریں چنانچہ میں نے اس پر بیعت کی اس مسجد کے خدا کی قسم میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

مسلمان کے حق کے اسی اہمیت کی وجہ سے باہمی قرابت اور رشتوں کے پاس ولحاظ کی سخت تاکید آئی ہے۔ اس میں کمزوری و کوتاہی کی وجہ سے آج ہمارے مسلمان گھرانوں اور معاشرہ میں ایسا انتشار وخلفشار ہے جس کی نحوست و بے برکتی کی وجہ سے دین و دنیا دونوں ہی برباد ہوتے ہیں، رشتہ کو جوڑنے اور باہم صلہ رحمی کی اہمیت ونزاکت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشتہ عرش سے معلق ہے اور کہتا ہے جو مجھے جوڑے گا اللہ اس کو جوڑے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی دوسری روایت اس سے بھی کہیں زیادہ سخت ہے۔ انھوں نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے، جب اس سے فارغ ہوا تو رشتہ نے عرض کیا! کیا قطع رحمی سے پناہ مانگنے کی یہ جگہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! کیا تو راضی ہے کہ تجھے جو جوڑے اسے میں جوڑوں جو تجھے کاٹے اسے میں کاٹوں؟ رشتہ نے کہا ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا بس یہ تیرے لئے ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھ لو!

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ

(سورہ محمد: ۲۲-۲۳)

(اے منافقو) تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو۔

کیا یہ ممکن ہے کہ جب تم کو حکومت اور

موقع ملے تو تم زمین پر فساد پھیلاؤ اور قطع رحمی کرو، وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور اندھا بہرہ کیا (بخاری و مسلم)

نہایت ڈرنے وخوف کھانے اور ہمہ وقت چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، جب اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے تو کہاں جائے پناہ ہے۔

اسی کی نحوست وسزا ہے کہ آج ہمارے خاندانوں اور پورے معاشرہ میں کیسے کیسے افسوسناک واقعات پیش آرہے ہیں، ہر خیر وبرکت کس طرح اٹھ گئی ہے اور اگر رشتہ دار کچھ کمزور اور غریب ہے تب تو مالدار رشتہ دار اس کو خاطر ہی میں نہیں لاتے حالانکہ مالداروں کو غربا اور مسکینوں ہی کے صدقے میں روزی ملتی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد کے اندر یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ دوسروں پر فائق ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے کمزوروں ہی کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے اور رزق ملتا ہے۔ (بخاری)

اسی لئے بیواؤں، غربا اور مساکین کی ضرورتیں پوری کرنے والوں اور ان کو سہارا دینے والوں کی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کی خبر لینے والا اللہ کے راستہ میں لڑنے والے کی طرح ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا اس عابد کی طرح ہے جو (عبادت) میں ست نہ پڑے اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہ کرے (یعنی برابر روزہ رکھا کرے)

رحم اللہ تعالیٰ کے نام سے بنا ہے جو رحمٰن رحیم ہے لہٰذا اسی اعتبار سے اس کی اہمیت بھی ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگوں پر رحم نہ کھائے گا اللہ اس پر رحم نہ کھائے گا (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ فرماتے تھے نہیں نکالا جاتا رحمت کا مادہ مگر بدبخت کے دل سے (ابوداؤد)

آدمی کو یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ لوگ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ مجھے شریعت عرف، عقل اور قرابت کے اعتبار سے کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی اَحسن الیٰ من اَسا

برائی کا بدلہ برائی سے دینا تو آسان کام ہے واقعی مرد ہو تو برائی کرنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (صحبتے با اولیاء)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

(سورہ شوریٰ۔۴۳)

البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

تجھے اپنے غم سے مطلب، مجھے غم ہے دوسروں کا
ترے سامنے نشیمن، مرے سامنے چمن ہے
ماہر القادری

دور حاضر کی ایک مستند اور اہم تفسیر

تفسیر ماجدی

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا وہ علمی کارنامہ جس کو مشاہیر علماء نے متفقہ طور پر خراج عقیدت پیش کیا ہے، ہزارہا طلبہ اور اساتذہ اس کے مطالعہ کے لئے بے چین رہتے ہیں، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی طرف سے یہ علمی شاہکار منظر عام پر آرہا ہے۔ اب تک تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں، انشاء اللہ چوتھی جلد پر تفسیر مکمل ہو جائے گی۔

جلد اول ہدیہ _____ ۳۰۰/ روپے
جلد دوم ہدیہ _____ ۲۰۰/ روپے
جلد سوم ہدیہ _____ ۱۸۰/ روپے

ناشر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوہ، لکھنؤ

یقینی بات

● مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے نزدیک دنیا میں انسان کے لئے سب سے زیادہ قطعی اور یقینی شئے کیا ہے؟ کیا درازی عمر؟ کیا خوبی صحت؟ کیا مال و دولت؟ کیا عزت وجاہ؟ کیا کثرت اولاد و احباب؟ ان میں سے یا اس قسم کی کسی شئے کا حاصل ہونا کسی انسان کے لئے بھی قطعی اور یقینی کہا جا سکتا ہے؟ ذرا بھی غور کیجئے تو آپ کا دل خود ہی یہ جواب دے گا کہ یہ تمام چیزیں محض احتمالی ہیں، یعنی انتہائی تدبیر و کوشش کے بعد بھی ممکن ہے ملیں۔ اور ممکن ہے نہ ملیں۔ یقینی کسی صورت میں بھی نہیں کہی جا سکتیں۔ انسان کے لئے واقعات دنیا میں یقینی شئے، ایک اور صرف ایک ہے۔ اور وہ موت ہے، ہر انسان کو خواہ وہ بچہ ہو یا جوان، عورت ہو یا مرد، عالم ہو یا جاہل بادشاہ ہفت اقلیم ہو یا گدائے بے نوا، پہلوان ہو یا ناتواں، ولی کامل ہو یا کافر، جس واقعہ کے پیش آئے بغیر چارہ نہیں، وہ موت اور صرف موت ہے۔

پھر کیا آپ کے نزدیک موت محض اس کا نام ہے کہ سانس کی آمد و شد رک جائے حرکت قلب بند ہو جائے، اور خون کی گردش تھم جائے؟ اگر آپ موت کے معنی صرف اس قدر سمجھتے ہیں، تو آپ سے اس صحبت میں گفتگو کرنا مقصود نہیں۔ لیکن اگر آپ موت کے یہ معنی لیتے ہیں، کہ وہ ایک آئندہ اور نہ ختم ہونے والی زندگی کا مقدمہ ہے، اور آپ کو ایک دوسرے عالم کی جانب، جو اس عالم مادی سے کہیں زیادہ وسیع ہے، لے جانے کا دروازہ ہے، تو کیا آپ کے خیال میں اس دوسرے عالم کے متعلق تیاریاں کرنا مناسب اور ضروری نہیں؟ کیا اس نئی اور قائم رہنے والی دنیا میں امن اور چین سے رہنے کی بابت آپ کو کچھ ہدایتیں نہیں پہنچی ہیں؟ کیا ان ہدایتوں پر عمل کرنا یا عمل کی کوشش کرنا آپ کے خیال میں وقت ضائع کرنا ہے؟

آپ کوٹھے سے نیچے نہیں پھاند پڑتے اس لئے کہ سخت چوٹ کھا جانے کا یقین رکھتے ہیں، آگ میں ہاتھ نہیں ڈال دیتے اس لئے کہ جل جانے کا یقین رکھتے ہیں، دریا میں نہیں کود پڑتے، اس لئے کہ ڈوب جانا یقینی سمجھتے ہیں۔ پھر یہ کیا ہے، کہ جو شے ان سب سے زیادہ یقینی ہے، جس واقعہ کے پیش آنے میں ذرا شک و شبہ نہیں، اسی کی جانب سے آپ اس قدر غافل ہیں، اور اپنی اس غفلت پر آپ کو ندامت تک نہیں! بلکہ جو لوگ یہ تذکرہ زیادہ کرتے رہتے ہیں جو لوگ اس آنے والے یقینی وقت کی فکر میں زیادہ رہا کرتے ہیں۔ انہیں آپ کم عقل، دہمی و خبطی قرار دیتے ہیں، اور یہ شاید اس لئے ہے کہ آپ نے اپنے نزدیک جن لوگوں کو بڑا معاملہ فہم، عقلمند و خوش نصیب ٹھہرا رکھا ہے۔ ان کی کتابوں میں، ان کی گفتگوؤں میں، ان کے دلوں میں کبھی بھولے سے بھی اس یقینی وقت کی یاد نہیں آتی! اور وہ موت کے خوف کو شاید اپنی عقل، علم اور تہذیب کے منافی سمجھتے ہیں۔

ان پر جو کچھ گذرے گی وہ بہرحال انہیں جھیلنا پڑے گی، آپ اپنی فکر کیجئے اور اپنی حالت کو سوچئے۔ آپ تلاش رزق میں رات دن کیسا سر کھپاتے رہتے ہیں، آمدنی کے بڑھانے کی فکروں میں کس قدر مشغول رہتے ہیں، صحت اور طاقت کی تدبیروں میں کس طرح گھلے جاتے ہیں، سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے مدتوں پیشتر سے کیسے کیسے سامان درست کرتے ہیں، اپنی نمود اور ناموری کے لئے کیا کیا چالیں چلتے ہیں، اپنی تن پروری اور آرام دہ زندگی بسر کرنے کے لئے کیا کچھ جتن نہیں کرتے، لیکن کبھی آپ یہ بھی سوچتے ہیں کہ جتنی نمازیں ناغہ ہوئی ہیں ان کا جواب دینا ہوگا، جتنے روزے بلاوجہ چھوڑے ہیں ان کی بابت باز پرس ہوگی؟ جن جن لوگوں کی حق تلفی کی ہے ان کے سامنے مجرم بن کر آنا پڑے گا؟ جن جن امانتوں میں خیانتیں کی ہیں ان سب کا حساب دینا ہوگا؟ قوم وملت کے خلاف جن جن کارروائیوں میں شرکت کی ہے انکی بابت پرسش ہوگی؟ بدکاری، بدزبانی، بدگوئی، جھوٹ، رشوت، سود خوری، وغیرہ ہر شے کی بابت، مواخذہ اور کیسا سخت مواخذہ ہوگا۔ اس نازک گھڑی کو یاد رکھنے اور اس کے لئے تیار رہنے کی توفیق خدائے کریم ان سطور کے لکھنے والے اور پڑھنے والوں سب کو نصیب کرے آمین۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

کچھ یادیں کچھ باتیں

● علامہ یوسف القرضاوی

جس ملاقات کو میں کبھی نہیں بھلا نہیں سکتا وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں شیخ ابوالحسن علی ندویؒ سے میری ملاقات ہے، یہ اس وقت کی بات ہے جب مولانا نے ندوہ کے ۸۵ سالہ جشن کے موقع پر ہمیں مدعو کیا تھا۔ اور شیخ ندوی کی دعوت پر دنیا کے مختلف گوشے سے امت کے جن نامی گرامی علماء نے لبیک کہا تھا۔ ان میں سرِ فہرست "جامع ازھر" کے شیخ مرحوم و مغفور فضیلۃ الامام عبدالحلیم محمود تھے۔۔۔

مولانا نے جب ان سے "ازہر" سے ان کی مناسبت اور ان کی عزت واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے جلسہ کی صدارت کی درخواست کی تو وہ انکار نہ کر سکے اور ان کے ہمراہ اس وقت کے مصر کے وزیر اوقاف ڈاکٹر محمد حسین ذہبی اور امامت کے محکمۂ قضاء کے صدر شیخ عبداللہ انصاری اور علوم شرعیہ کے ڈاکٹر شیخ عبدالمعز عبدالستار خلیجی ممالک اور سعودی عربیہ کے بہت سے نامی گرامی علماء ندوہ تشریف لائے تھے ندوۃ العلماء کی چہار دیواری میں جو دن ہم نے گذارے انتہائی پرکیف تھے، یہ ندوہ کا ایک عظیم الشان جلسہ تھا جس میں ہزار ہا کی تعداد میں مسلمانوں اور ہندوؤں نے شرکت کی اور مہمان۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ کی خاطر تواضع اور مہمان نوازی اور ان کے رفقاء کی عمدہ ضیافت اور شریفانہ اخلاق سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ہمارے دوست محمد مہدی بدری کہہ اٹھے کہ "شیخ ندوی نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جسے ہماری خدمت میں پیش نہ کیا ہو۔

اس جلسہ میں بہت سی تقاریر ہوئیں شیخ ندوی نے بعض مقررین کو خود اپنے اوپر ترجیح دی اور پہلے خطاب کرنے کو کہا۔ مولانا نے یہ معاملہ میرے اور مرحوم ومغفور شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کے ساتھ فرمایا اور میری تقریر کے بعد مولانا نے کہا کہ۔ "لوگ آپ کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے اگرچہ وہ اس کو نہیں سمجھے تھے کیوں کہ کلام کے اندر ایک روح وتاثیر ہوتی ہے جو سننے والے تک براہِ راست پہونچتی ہے اگرچہ مترجم اس کو سامع تک پہونچانے سے عاجز رہتا ہے"۔

اور میں یہ بھی فراموش نہیں کر سکتا کہ مولانا نے مجھ سے ایک مرتبہ فرمایا کہ "آپ کے کلام میں ایک روح اور ایک خاص حرارتِ زندگی ہے جس کا مشکل سے ترجمہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ مترجم معانی وافکار کا ترجمہ کرتا ہے، نہ کہ حرارت وتاثیر کا، یہ دوسری بات ہے کہ مترجم کو زبان وبیان پر وہی قدرت حاصل ہو جیسی آپ کو ہے"۔

اور ایک دن وہ بھی آیا کہ ایسا مترجم اور ایک باکمال نوجوان سید سلمان ندوی کی شکل میں مل گیا جس نے مستشرقین کے جلسہ میں میری تقریر کا ترجمہ کیا، اس موقع پر شیخ ندوی نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ "سلمان نے معانی وروح دونوں کو سامعین تک پہونچا دیا ہے۔

ہم نے دارالعلوم ندوۃ العلماء کو قریب سے دیکھا جس کے متعلق ہم بکثرت سنا کرتے تھے اور دیکھنے سے پہلے ہی ہم جس کے گرویدہ ہو چکے تھے جب ہمیں اسے دیکھنے اور زندگی کے کچھ لمحات گذارنے کا شرف حاصل ہوا تو اس کے متعلق جو کچھ سنا تھا مشاہدہ نے اس کی توثیق کر دی اور ہم ایک قدیم شاعر کا شعر گنگنا اٹھے ؎

كاحادثة الركبان تخبرنا
حتى لتقينا. فلا والله ما سمعت
عن جعفر بن رياح أطيب الخبر
أذني أبا أحسن مما قد رأى بصري

"جعفر بن رباح کے یہاں جانے والے اس کے بارے میں اچھی خبریں دے رہے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم نے خود اس سے ملاقات کی تو باخدا کانوں سے جو کچھ اس کے بارے میں سنا تھا، سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کے بعد اس کو اس سے اچھا پایا۔۔۔"

یہ وہ ادارہ ہے جس کی مدح سرائی شعراء وادباء نے کی ہے اور جس کی تعریف میں داعی اور علماء رطب اللسان رہے۔ اور جس کی شان میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے دنیا کے نامور عربی ادیب مرحوم ومغفور شیخ علی

طنطاوی نے فرمایا۔

"بارہا میری خواہش ہوئی کہ میرا بچپنہ واپس آجائے اور میں اس دارالعلوم میں علم حاصل کروں اور اس کے شیوخ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کروں، اس کے طلباء کی رفاقت اختیار کروں، اس کی فضاؤں میں سانس لوں اور اس سے علم وعرفان اور کمال حاصل کروں"۔

یہ وہ ندوہ ہے جس نے ہر قدیم سے استفادہ کرنے، ہر جدید صالح کو خوش آمدید کہنے، ایمان راسخ اور علم واسع کے درمیان جمع کرنے، مقاصد وغایات پر ثابت قدم رہنے زروغ اور جدید ممکنا لوجی میں ترقی کرنے، مافی کے اوصاف حسنہ کو لینے اور پھیلی ہوئی پراگندگی کے چھوڑنے کو اپنا شعار بنایا ہے، عالم اسلامی میں تعلیم کے شعبہ میں بنیادی پریشانی یہ ہے کہ عالم اسلام میں دو متعارض ومتضاد نظریات کے ادارے قائم ہیں۔ کچھ ادارے ایسے ہیں جو قدیم موروث کی نمائندگی کر رہے ہیں اور انھیں عصرِ حاضر کے علوم وفنون سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ اس کو اپنے نصاب تعلیم میں شامل کرنے کو عیب تصور کرتے ہیں، دوسرے کچھ ادارے ایسے ہیں جو عصرِ حاضر اس کے مادی اور علمانی رجحانات اور اس کے معارف وافکار کی نمائندگی کر رہے ہیں جن کو اسلاف کے فکری اثاثے اور اسلامی اخلاقی قدروں سے ذرا بھی دلچسپی نہیں، عالم اسلامی کے اندر مسلمانوں میں ایک گروہ تھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ اسلاف نے بعد میں آنے والوں کے لئے جو اثاثہ چھوڑا ہے وہ ان کے لئے کافی ہے۔ اس میں کسی طرح جدت کی گنجائش نہیں اور نہ یہ کسی کے بس میں ہے نہ فقہ میں اجتہاد کرنے کی ضرورت ہے، نہ ادب میں کوئی ندرت پیدا کرنے کی ضرورت ہے نہ علوم میں ابتکار، نہ ہی صنعت وحرفت میں ایجاد واختراع اور نہ ہی دین وزندگی کے اندر تجدید کی کوئی گنجائش ہے۔ ان کے بالمقابل جدت پسند لوگوں کی ایک جماعت نے جن کی پوری کوشش ہے کہ ہر چیز کو نئی شکل میں پیش کیا جائے اور یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق علامہ اقبالؒ نے کہا ہے کہ "کعبہ کی تجدید نہیں ہو سکتی ہے"۔ اور جن کے متعلق علم وادب کے روشن ماہتاب مصطفیٰ صادق الرافعی نے فرمایا ہے کہ "یہ چاہتے ہیں کہ دین وزبان اور شمس وقمر کو ایک نئی شکل میں پیش کر دیں"۔

یہی جدید وقدیم کے درمیان کشمکش کی صورتِ حال تھی کہ ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی جس نے قدیم وجدید کے نقطہائے نظر کے درمیان کشمکش کو ختم کرنے میں اہم رول ادا کیا ہے، ندوہ نے قدیم وجدید کو ایک ساتھ جمع کیا۔ قدیم علوم وجدید علوم وفنون کے جمع کرنے کا نعرہ بلند کیا۔ اور یہ ندوہ کی خوش قسمتی تھی کہ اللہ اس کی تاسیس کے روزِ اول ہی سے اہم ترین شخصیات کو اس سے وابستہ کیا۔ جنہوں نے ندوہ کو ایک مضبوط اور ٹھوس بنیاد پر قائم کیا۔ یہ حضرات علم وفکر، دین واخلاق، اور عزیمت ہر اعتبار سے بڑے تھے۔ ندوہ کو علامہ شبلی نعمانیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ اور مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ، ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ سے لے کر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ تک نابغۂ روزگار شخصیتوں کی سرپرستی حاصل رہی ہے۔ ان تمام علماء کبار نے طلباء کے اندر علم کی روح پھونک دی اور اچھے انداز سے تربیت کی، طلباء نے ان کے تجربات واخلاق سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اخلاق کو درست کیا۔ لہٰذا وہ اپنے اساتذہ اور سرپرستوں کے نقشِ قدم پر چل کر ندوہ میں علم وعرفان کے مینارہ بن گئے۔ ان کی کاوشوں اور کوششوں سے ندوے کے اندر روحانی وایمانی فضا قائم ہو گئی۔ ندوہ کے علاوہ کسی بھی مدرسہ یا کالج میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ نیز ندوہ نے مخلص اساتذہ کو پروان چڑھایا جنہیں اپنے پیغام پر یقین واعتماد ہو، اپنے پیشے سے محبت ہو، اور اپنے طلباء کے لئے مخلص ہوں۔ دیگر مدارس وجامعات میں آپ کو عمدہ نصابِ تعلیم اچھی کتاب تو ملے گی، لیکن مخلص استاد نہیں ملیں گے اگر وہ علمی اعتبار سے قابل بھی ہوں گے تو ان کے قلوب کے اندر علوم کی روشنی مفقود ہو گی اور تعلیم وتربیت کے پہلو سے ناکام ہوں گے۔

ہم نے قطر میں اس بات کا اندازہ لگایا کہ جہاں پر ہم نے علوم شرعیہ کے اندر اچھی کتابیں تصنیف کیں جو اپنے مضمون کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں، لیکن ایسے اساتذہ ہم کو نہیں مل سکے جو طلباء کے اندر واقعی علم کی روح پھونک دیں، بلکہ ایسے ہی لوگوں سے واسطہ پڑا ہے کہ انھوں نے مضمون کی اصل روح وجلال ختم کر دی، اور ایک مفید وکارآمد مضمون کو غیر مفید اور دلچسپ مضمون کو غیر دلچسپ بنا دیا۔

خوش قسمتی سے مجھے ندوے کے پچاسی سالہ جشن میں شرکت کے بعد مزید تین بار زیارت کا موقع ملا، ایک مرتبہ تو علامہ ندوی نے دارالمصنفین کے تحت "الاسلام والملل تشرقون" کے موضوع پر سمینار میں مدعو کیا۔ اس موقع پر میرے دوست ڈاکٹر عبدالعظیم الدیب اور ڈاکٹر علی المحمدی بھی

میرے ہمراہ تھے، علامہ ندوی اور ان کے رفقاء نے تین روزہ سیمینار کی صدارت کا مجھے شرف بخشا۔ اس دوران مجھے محدث اعظم شیخ حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کے گاؤں جو اعظم گڈھ کے قریب ہی واقع ہے اور جس کی نسبت سے آپ کو اعظمی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی زیارت کا موقع ملا۔ واپسی میں ندوۃ العلماء کی زیارت کی، وہاں قیام کیا اور پرانی یادیں تازہ کیں۔

دوسری مرتبہ شیخ ندویؒ کی دعوت پر دو ہفتہ کے لئے ندوۃ العلماء پہونچا تاکہ فکرِ اسلامی کے اس عظیم ادارہ ندوۃ العلماء کے طلباء سے خطاب کروں۔ اس علمی، ایمانی پسندیدہ فضاء میں سکونت میری زندگی کا ایک سنہرہ موقع تھا جس میں انسان اللہ کے ساتھ اللہ کے لئے اور اللہ والوں کے ساتھ علم و ایمان اور دعوت ہی کی فضاء میں سانس لیتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس دوران علامہ ندوی ہندوستان سے باہر کے دورہ پر تھے۔ ہم ان سے دیوبند کے سفر کے دوران راستہ میں ملاقات کر سکے وہ اور ہم دیوبند کے صد سالہ جشن میں شرکت کے لئے جارہا ہے تھے تو اسی دوران آپ سے ملاقات ہوئی۔ موصوف نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ طلباء آپ کے لیکچرس سے حد درجہ متاثر ہوئے۔ آپ نے ان کی عقلوں کو مسحور کر دیا۔ اور ان کے دلوں پر آپ کی حکمرانی ہے۔" تو میں نے عرض کیا، یہ تو اللہ کا فضل و کرم اور آپ کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے۔

تیسری بار تقریباً تین سال پہلے مجھے شیخ ندویؒ نے پھر ندوہ کی زیارت اور طلباء و اساتذہ سے خطاب کرنے کی دعوت دی۔ اس بار بھی میں نے یہاں چند دن گذارے جن کو میں اپنی زندگی کے بہترین اور پُر کیف دن سمجھتا ہوں، یہاں پر میں نے شرعی علوم کے اصول و قواعد پر چند لیکچر دیئے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس کی صحیح توفیق عطا فرمائی اور رہنمائی بھی کی۔

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ تمام لیکچرز میں شیخ ندویؒ کی موجودگی نے ہمت عطا کی اور اس سے میرے عزائم میں پختگی پیدا ہوئی۔۔۔۔

مجھے ۱۴۰۱ھ کے شروع میں قطر میں سیرت و سنت کی عالمی کانفرنس میں علامہ ندویؒ کی زیارت کا موقع ملا، یہ کانفرنس پندرھویں صدی ہجری میں امت اسلامیہ کے سلسلۂ اجلاس کا پیش خیمہ تھا، مندوبین و شرکاء نے کانفرنس کے صدر کی نیابت کے لئے شیخ ندویؒ کی شخصیت پر اتفاق کیا نیز ہم نے الجزائر میں فکرِ اسلامی کے موضوع پر سیمینار میں ملاقات کی چونکہ شیخ ندوی اور ہم رابطۂ عالم اسلامی فقہ اکیڈیمی کے ممبر تھے۔ اسی لئے ان کی میٹنگوں میں بار بار ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

اسی طرح ایک موقع پر ہم لوگ آکسفورڈ کے اسلامک اسٹڈیز کے سنٹر میں امناء کی میٹنگ میں ملے وہاں شیخ ندویؒ نے صدارت بھی فرمائی تھی۔

آج شیخ ندوی ہمارے درمیان نہیں ہیں، لیکن کچھ یادیں اور نقوش ہیں جو زندگی کی پر پیچ اور اندھیری راہ میں مشعل کا کام کریں گے۔

ترجمانی:۔ شبانہ مسرور شیریں
(رامپور)

وہ آئے ہیں پشیماں لاش پر اب
تجھے اے زندگی لاؤں کہاں سے

پیام انسانیت

امین الدین شجاع الدین

آگ اور مٹی کی کشمکش

محبت اور نفرت کے جذبہ کی کارفرمائی:

دنیا میں پیش آنے والے واقعات پر غور کرنے والا غور کرے تو اُس کا اس نتیجہ پر پہنچنا بے جا نہیں ہوگا کہ انسانی اعمال و افعال کے پس پشت یا تو محبت کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے یا پھر نفرت کا جنون کام کرتا دکھائی دیتا ہے، جب قلب انسانی میں محبت کا جذبہ موجزن ہوتا ہے تو روئے زمین پر ایک تاج محل ڈھل جاتا ہے اور جب نفرت کا جنون جوش مارتا ہے تو عبادت گاہیں مسمار کردی جاتی ہیں۔ محبت و نفرت کے جذبہ کی نوعیت انفرادی بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی۔ اجتماعی جذبہ کے عام کرنے کے پسِ پشت کوئی تحریک ہوتی ہے مثلاً اسی دیش میں صوفی سنتوں اور رشیوں منیوں نے محبت کی تحریکیں چلائیں اور نتیجہ میں یہ سرزمین نانک و چشتی کی سرزمین کہلائی، انھوں نے ٹوٹے دلوں کو جوڑنے کا کام کیا، شیشوں کی مسیحائی کا کام کیا، خلیجوں کو پاٹا اور سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک آملے، ان صوفی سنتوں اور رشیوں منیوں کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ اکرام انسان کے فلسفہ کو لے کر چلے تھے، خواجہ نظام الدین اولیاءؒ رہے ہوں یا فریدالدین گنج شکرؒ، سب اسی کہکشاں کے زریں ستارے ہیں۔

محبت گلستاں تعمیر کرتی ہے:

اکرام انسان کی بات وہی کر سکتا ہے اور نہ صرف بات، بلکہ عمل کی کسوٹی پر کھرا بھی وہی اتر سکتا ہے جس میں تواضع ہو، انکساری ہو، اور جس کو یقین ہو کہ ہم سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم تو مٹی سے بنے تھے! اپنے مٹی سے ہونے اور مٹی میں مل جانے نیز مٹی ہی سے دوبارہ اٹھائے جانے کی حقیقت جس پر منکشف ہوتی ہے، اس میں لازمی طور سے خاکساری پیدا ہوجاتی ہے اور جو شخص خاکساری کو اللہ کے لئے اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کو بلندی عطا کرتا ہے، وہ زمین کی پستیوں پر رہ کر آسمان کی بلندیوں کو چھونے والا بن جاتا ہے، زمین کی سی وسعت، آسمان کی سی بلندی اور سمندروں کی سی گہرائی و گیرائی اسے نصیب ہوجاتی ہے، اس کا یہ جذبہ محبت متعدی ہوجاتا ہے، دل سے دل ملتے چلے جاتے ہیں، اور دنیا ع

ساری مخلوق ہے کنبہ خدا کا

کا سماں پیش کرتی ہے، پھر یہ محبت برگ و بار لاتی ہے اور تعمیر گلستاں کا کام ہونے لگتا ہے، محبت کی یہ صفت انسان کو اَحسَنِ تَقوِیم کی ایک ایسی جیتی جاگتی تصویر بنا دیتی ہے کہ جس پر فرشتے پر بھی رشک کریں، گویا محبت صفت ملکوتی ہے۔

نفرت کی آندھی بربادی لاتی ہے:

لیکن دنیا کا یہ کارخانہ تو تضادات کا مجموعہ ہے، یہاں دن کے ساتھ رات بھی ہے، روشنی کے ساتھ ظلمتیں بھی ہیں چنانچہ محبت کے ساتھ نفرت کا بھی وجود ہے، محبت اگر غنچہ ہے تو نفرت چنگاری ہے، غنچے جب چٹکتے ہیں تو چمن در چمن کھلاتے چلے جاتے ہیں اور اپنی بہاریں دکھاتے چلے جاتے ہیں لیکن چنگاری جب شعلہ بنتی ہے تو خرمن کو جلا کر راکھ کردیتی ہے، آشیانوں کو اجاڑ دیتی ہے اور انسانی آبادیوں کو ویرانوں سے تبدیل کردیتی ہے، چمن تو اپنی خوشبوؤں سے فضاؤں کو معطر کرتا رہتا ہے، جبکہ شعلے آگ لگانے، جلانے اور بھسم کرنے کے عمل کے نتیجہ میں فضاؤں میں سڑاند اور بدبو پھیلانے کا سبب بنتے ہیں وقتاً فوقتاً جس طرح اس دنیا میں محبت کی بہاریں آئیں وہیں دنیا کو نفرت کی خزاؤں اور اس کی بربادیوں کا بھی تجربہ ہوا لیکن نہ تو محبت کی بہاریں بغیر محنت کے چلیں اور نہ نفرت کی آندھیاں بغیر محنت و کوشش کے آئیں۔

مٹی کی تاثیر خاکساری ہے اور آگ کی تاثیر استکبار و احساس برتری

کیسے لطف کی بات ہے کہ چمن کی گلکاریوں کا تعلق مٹی سے ہے اور شعلہ کی

لپٹ کا تعلق آگ سے ہے۔ مٹی مٹنے اور خاک میں مل کر گل وگلزار ہونے کا پیغام دیتی ہے اور آگ مٹانے کا جنون ابھارتی ہے۔ یہ مٹی کی تاثیر ہی تھی کہ جس نے باوا آدم سے کہلوایا تھا کہ ہم نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا اس لئے بار الہا! اگر تو نے ہم پر رحم نہ کیا تو ہم نقصان اور خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے اور یہ شاید آگ کی تاثیر تھی کہ ابلیس نے آدم پر اپنی برتری کی دلیل یہ دی کہ آدم تو مٹی سے بنے ہیں جبکہ میں شعلہ کی لپٹ سے، مٹی کی تاثیر عاجزی اور فروتنی ہے اور آگ کی تاثیر تکبر واستکبار اور احساس برتری!!!

انسان کا مادّہ اُنس ہے یعنی اُنس و محبت، گویا جو انسان انس ومحبت کا حامل ہوتا ہے وہ اپنی فطرت پر قائم رہتا ہے اور مٹی سے بنے آدم کی طرف اپنی نسبت کی توثیق کرتا ہے لیکن اس کے برخلاف جو تکبر واستکبار اور احساس برتری کے پندار میں مبتلا ہوتا ہے گویا مٹی کے بجائے شعلہ کی لپٹ سے اپنی مناسبت کا اعلان کرتا ہے اور خود اپنی فطرت سے جنگ کر رہا ہوتا ہے۔

نفرت کی بنیاد "احساس برتری" ہے:

حاصل یہ کہ نفرت کی بنیاد ہے احساسِ برتری! تکبر واستکبار! دوسروں کو ذلیل وحقیر سمجھنے کا مزاج!

دنیا کی تاریخ میں اس احساسِ برتری نے بڑے ستم ڈھائے، بڑی آفتیں بپا کیں، دنیا کو خاک وخون میں نہلایا، انسانی لاشوں کے پُشتے لگائے اور حیوانیت کا وہ ثبوت دیا کہ درندے بھی کانپ جائیں، مٹی سے ہونے کی اپنی حقیقت گویا در کھنے والا انسان جب بلندی کی طرف اٹھتا ہے تو ملائکہ کو اس پر رشک آنے لگتا ہے جبکہ شعلہ کی لپٹ سے مناسبت رکھنے والا آدمی جب گراوٹ پر اترتا ہے تو درندوں کو بھی شرما دیتا ہے اور اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ کی منہ بولتی تصویر بن جاتا ہے۔ احساس برتری کی یہی وہ ذہنیت تو تھی جس نے ایک قوم سے اپنے متعلق نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰہِ (۱) کہلوایا تھا اور احساس برتری کی ہی یہ ذہنیت ہے جو انسانوں کی طبقاتی تقسیم پر یقین رکھتی ہے اور اپنے جیسے انسانوں کو انسان سمجھنے سے کھلم کھلا انکار کرتی ہے۔

نفرت کی آگ بجھے تو کیسے؟

روز اول سے آگ اور مٹی کی کش مکش کا یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا اس لئے کہ آگ کی لپٹ سے بنے اپنے وجود پر ناز کرنے والے شیطان نے قیامت تک کے لئے رب قدیر سے مہلت مانگ لی ہے۔ لیکن آدم میں بھی تو اس سے نپٹنے کی صلاحیت رکھ دی گئی تھی، ان کا ایک ہتھیار تو اپنے رب کے حضور فریاد والتجا کا تھا، تضرع اور آہ وزاری کا تھا اور دوسرا ہتھیار تھا عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا (۲) یہ کش مکش چلتی رہی، انبیاء ورُسل آتے رہے، یہاں تک کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دنیا نے چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاری دیکھی اس کشمکش کے موقع پر جو ہدایتیں آتی رہیں ان میں ایک ہدایت وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ (۳) (اور اپنے رب کی طرف لوٹو) کی ہے، ایک ہدایت اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ (۴) (اپنے رب کی طرف حکمت وموعظت کے ساتھ بلاؤ) کی ہے اور ایک ہدایت وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ (۵) کی بھی ہے تاکہ تخریب گلستاں پر تعمیر گلستاں کی ذہنیت غالب آئے، منشائے الٰہی بھی یہی ہے، اگر ایک کمہار کو اپنے ہاتھوں سے بنائے مٹی کے ایک کوزہ کے ٹوٹ جانے سے رنج ہو سکتا ہے تو پھر اس کائنات کے خالق ومالک کو اس میں فساد پھیل جانے سے کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی! اس کا فرمان بھی تو ہے: لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا۔ (۶)

آج جبکہ آگ کا ہولناک کھیل پوری قوت سے کھیلا جا رہا ہے، مٹی سے بنے آدم کی اولاد کا فرض بنتا ہے کہ وہ بھی اپنی تمام تر توانائیوں کو جمع کریں اور احساسِ برتری کے شکار اور آگ سے مناسبت رکھنے والوں کو سمجھائیں کہ جب آگ کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں رہ جاتا تو آگ خود کو کھانے لگتی ہے اس لئے اپنے ہاتھوں اپنی بربادیوں کا سامان نہ کرو۔ رہا ہماری ملت کا شعار، تو اس نے تو زباں حال سے یہی کہا ہے:

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں تلطف، با دشمناں مدارا

(۱) سورہ المائدہ۔۱۸
(۲) سورہ البقرہ۔۳۱
(۳) سورہ انشراح۔۸
(۴) سورہ النحل۔۱۲۵
(۵) سورہ الانفال۔۶۰
(۶) سورہ الاعراف۔۵۶

ہماری تہذیبی وراثت

نعت نبویؐ اور غیر مسلم شعراء

● مولانا عبید اللہ کوٹی ندوی

ادب اسلامی کی وہ صنف سخن جسے نعتیہ شاعری کہا جاتا ہے اس میں غزل اور قصیدہ دونوں کے محاسن یکجا ہوتے ہیں مگر چونکہ یہ صنف بارگاہِ نبوتؐ سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہاں غزل کے والہانہ پن اور قصیدہ کی مدح وتوصیف کی دوگونہ شرکت نے بڑی نزاکتیں پیدا کر دی ہیں، نبوت کے کارناموں اور سیرت کے واقعات یا ذات نبویؐ کے اوصاف وکمالات کو بیان کرنا احتیاط وادب کا تقاضا کرتا ہے اور پھر کمال آگہی اور معرفت کے ساتھ اظہار محبت کی سرشاری بھی ہو تو "در کفے جام شریعت، در کفے سندانِ عشق" کا منظر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ۔

"ہر کس نداند جام وسنداں باختن"
نعت نبویؐ کے ایوان دین ودانش میں تو
"نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا۔"

نبوت محمدیؐ کے جمال وکمال کی عطائیں بے شمار ہیں اور اس کا فیض اس قدر روشن اور ہمہ گیر ہے کہ بظاہر آمادۂ پیکار حریفوں پر بھی جب اس کی کرنیں پڑیں تو وہ مداحی اور ثنا خوانی کو سعادت سمجھنے لگے اور بارگاہِ نبوت میں سپر انداز ہو کر گنگنانے لگے ؎

اے کہ در مدحت نہ تنہا دوستاں رطب اللساں
دشمناں ہم پیش پائے تو سپر انداختند

یہی وجہ ہے کہ اردو زبان وادب کی ہر صنف میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم ادیب وشاعر بھی ہمدوش اور ہم آواز نظر آتے ہیں، چنانچہ نعت گوئی کی صنفِ سخن نے ہر مذہب وملت میں اپنے سخنور پیدا کر لئے ہیں۔

—— تقریباً چھ سو برس ہوئے کبیر داس (۹۱۵ھ وفات) نے رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کی توجیہ کرتے ہوئے کہا تھا:

نب[1] کا در کھلا نہیں، نبی گئے اوہ پار
جیسے چھچھ[2] اچھچھ[3] ماں، نکل جات اوہ پار

یعنی معراج کی شب میں آسمانوں کے دروازے بھی نہیں کھلے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اس طرح گذر گئے جیسے نگاہ شیشہ کے پار ہو جاتی ہے۔

کبیر داس کے بعد غیر مسلموں کے ذریعہ بارگاہِ نبوت میں نذرانۂ عقیدت کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں، ہم دائرۂ سخن کو محدود کرتے ہوئے اپنی ہی صدی میں قدم رکھیں تو یہاں بھی نبوت محمدیؐ کے جلوؤں کا نظارہ کرتے ہوئے غیر مسلم شعراء کو یکساں طور پر غزل سرائی میں مصروف پاتے ہیں

مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد ——
—— (وزیر اعظم سابق حیدر آباد کا مجموعۂ نعت "خم کدہ رحمت ہدیۂ شاد" کے نام سے موسوم ہے وہ سو سے زیادہ نعتیہ غزلوں اور پھر نعتیہ قصیدہ اور سلام کی سوغات لے کر اپنے تخیل کی مدد اور تصور کی راہ سے درِ اقدس پر حاضری دیتے ہیں بقول علامہ سید سلیمان ندویؒ:

"ان کی ایک نعت کو یہ شرف حاصل ہے کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبویؐ کے پیچھے کتب خانہ شیخ الاسلام کی ایک دیوار پر آویزاں ہے"
(یاد رفتگاں ص ۱۳۱ مطبوعہ کراچی)

اس نعت کا مطلع ومقطع آپ بھی سن لیں:

یہی کہتے ہیں مدح خوانِ محمدؐ
جو شانِ خدا ہے وہ شانِ محمدؐ
شفاعت تری شاد کیونکر نہ ہوگی
کہ دل سے ہے تو مدح خوانِ محمدؐ

منشی شنکر لال ساقی دربار رسالت میں بے خود ہو کر کہتے ہیں:

جب مئے عشقِ نبی سے مجھے مستی ہوگی
بے خودی ہوگی، بلندی نہ پستی ہوگی
میں اگر خاک نشیمن درِ احمد ہوں گا
رفعتِ عرش کی ہمسر مری پستی ہوگی۔

لچھمی نرائن سری واستو سخا (وفات ۱۹ جنوری ۱۹۶۰ء) ریاست جے پور میں کلکٹر اور سٹی مجسٹریٹ کے عہدوں پر فائز رہے وہ پروفیسر سیاسیات راجستھان یونیورسٹی اور سابق وائس چانسلر بنارس ہندو یونیورسٹی جناب اقبال نرائن کے داماد تھے۔ سخا کا مطبوعہ دیوان "معراجِ محبت" ہے تقریباً دو سو صفحات کے اس مختصر دیوان میں نصف سے زیادہ حصہ نعت ومنقبت کے لئے مخصوص ہے، ان کی نعتوں میں کیف ومستی اور والہانہ عقیدت میں ڈوبے ہوئے اشعار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی سچی محبت کا پتہ دیتے ہیں:

[1] آسمان [2] نگاہ [3] شیشہ

عجب کیا کامران دو جہاں ہوں
سوالی ہوں میں شاہِ دو جہاں کا
ذرا محبوبِ حق کا چھیڑ دو ذکر
اگر ہے شوق میری داستاں کا
محمدؐ دل میں لب پر بھی محمدؐ
غرض لطف آگیا دل کا زباں کا
چھپاتے ہو سمّا عشقِ نبی تم
اثر ہے نعت میں سوزِ نہاں کا

بال مکند عرش ملسیانی کے بال و پر آستانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد ایک دوسرے ہی انداز سے محوِ پرواز ہیں :

دل کو اگر ہے چاند بنانے کی آرزو
کر اکتساب نور اسی آفتاب سے
ذکرِ نبیؐ کروں گا تو کہہ دوں گا روزِ حشر
لایا ہوں ارمغاں یہ جہانِ خراب میں

چودھری دلورام کوثری اپنی نعتوں میں جذبہ کی وارفتگی اور اپنے لہجے کی شیرینی اور بے ساختگی کے لئے ممتاز ہیں۔ وہ اس صدی کے ربعِ اوّل میں بڑے مقبول رہے ان کی ایک نعت یہ ہے۔

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ
خدا ہے مرتبہ دانِ محمدؐ
کتب خانے کئے منسوخ سارے
کتابِ حق ہے قرآنِ محمدؐ
فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں
غلامانِ غلامانِ محمدؐ
نبیؐ کا نطق ہے نطقِ الٰہی
کلامِ حق ہے فرمانِ محمدؐ
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
یہی ہیں چار یارانِ محمدؐ
بتاؤں کوثری کیا شغل اپنا
میں ہوں ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

——— : ان شعراء نے یہ حقیقت بھی واضح کردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ساری نسلِ انسانیت کا ایک مشترک سرمایہ ہے۔ چنانچہ رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری نے کہا ہے :

انوارِ بے شمار محدود نہیں
رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام
وہ امّتِ اسلام میں محدود نہیں

تلوک چند محرومؔ اپنی وسیع المشربی، وضع داری مروّت اور انسان دوستی کی وجہ سے باہمہ اور بے ہمہ قسم کے لوگوں میں تھے۔ ان کے یہاں دوسرے مذاہب کا احترام پایا جاتا ہے انھوں نے کئی نعتیں لکھیں اور تعلیماتِ نبویؐ کو بھی کئی نظموں میں پیش کیا ہے، کئی قطعات میں سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے :

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک پیشرو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے
انھیں اخلاق کی خوشبو ابھی اطرافِ عالم میں
شمیمِ جانفزا لاتی ہے مکّے اور مدینے میں

پنڈت آنند نرائن مہن زتشی گلزار دہلوی نے ایک رباعی میں بعثتِ نبویؐ کے مقصد کو اس طرح واضح کیا۔

پَر تو حسنِ ذات آئے تھے
پیکرِ التفات آئے تھے
کذب اور کفر کے مٹانے کو
سرورِ کائنات آئے تھے

پیارے لال رونق کے خلوص اور جذبِ دل کو دیکھئے، وہ کہتے ہیں :

کلمہ صلِّ علیٰ وردِ زباں رکھتا ہوں
خواب میں دیکھ لیا ہے قدِ بالا تیرا

ہجر میں دل کے تڑپنے کے ہیں نئے انداز
عشق ہے مجھ کو زمانہ سے نرالا تیرا
عفو ہو جائیں گی محشر میں خطائیں ساری
دامنِ محشر کو دوں گا میں حوالہ تیرا
نور سے تیرے منوّر ہوئے دونوں عالم
نظر آتا ہے ہر اک سمت اُجالا تیرا

——— : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ معاشرہ میں ہمہ جہتی انقلاب آیا تو مظلوموں کی آہ رسا اور پس ماندہ لوگوں کی دادرسی کا بھی آغاز ہوا۔ رنگ و نسل کے بجائے کارکردگی اور حسنِ عمل کو وقار و اعتبار حاصل ہو گیا۔ ان شعراء نے اس حقیقت کو بھی اجاگر کیا ہے چنانچہ پنڈت ہری چند اختر کی زبانی یہ کہانی بھی سن لیجئے۔

کئی ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولیٰ کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا
سات پردوں میں چھپا تھا گرچہ حسنِ کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں
اور دل کو سر بسر محوِ تمنّا کر دیا

پنڈت دیوی پرشاد دستؔ بریلوی کا نعتیہ دیوان "گلہائے عقیدت" کے نام سے (۱۹۷۲ء) میں شائع ہوا ہے اس میں عام اور سادہ انداز کی نعتیں ہیں ایک شعر سے شاید ان کے رنگ کا اندازہ ہو سکے :

نظر آیا ہے طوفانِ حوادث دامنِ ساحل
زباں پر نام نامی جس گھڑی آیا محمدؐ کا

پنڈت دتاتریہ کیفیؔ، صنفِ نعت میں اپنے

اعتدال و توازن اور پختگیِ فکر کی وجہ سے کامیاب اور معتبر رہے ہیں، یہ شعر انہیں کا ہے :

پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو
پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا

نعت گوئی کی صنفِ سخن میں دشنو کمار شوق لکھنوی، منشی نند کشور، سالک رام سالک، منشی راج بہادر رزمی، شنبھو دیال دانش، چاند بہاری لال ماتھر، مکھن لال مکھن، سندر لال حمید تلہری بابا چھبّو داس سلطانپوری، نند کشور عشق، شیو پرشاد دہلی، بشیشور پرشاد منور نے خاص پر اچھے نمونے پیش کئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے شعراء ہیں جنہوں نے اس صنف میں اچھے اچھے شعر کہے ہیں۔ مثلاً یوگیندر پال صابر کا یہ قطعہ ؎

مظہرِ حسنِ ذات ہیں احمدؐ
رحمتِ ہر حیات ہیں احمدؐ
اپنے اور غیر میں نہیں تفریق
سرورِ کائنات ہیں احمدؐ

——— تلوک چند محرومؔ کے نامور فرزند ادیب و شاعر جناب جگن ناتھ آزادؔ کا سلام اپنے زورِ کلام، تاثیر اور بے ساختہ طرزِ ادا کی وجہ سے اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے چند اشعار کو یہاں پیش کر دیا جائے :

سلام اس ذاتِ اقدس پر سلام اس فخرِ دوراں پر
ہزاروں جس کے احساناتؔ ہیں دنیائے امکاں پر
سلام اس پر جلائی شمعِ عرفاں جس نے سینوں میں
کیا حق کے لئے بے تاب سجدوں کو جبینوں میں
سلام اس پر بنایا جس نے دیوانوں کو فرزانہ
دیا حکمت کا چھلکایا جہاں میں جس نے پیمانہ
سلام اس پر جو ہے آسودۂ زیرِ گنبدِ خضرا
زمانہ آج بھی ہے جس کے در پر ناصیہ فرسا
سلام اس ذاتِ اقدس پر حیاتِ جاودانی کا
سلام آزادؔ کا آزادؔ کی رنگیں بیانی کا

جگن ناتھ آزادؔ کی طرح چندر پرکاش جوہرؔ بجنوری نے بھی نعت رسول لکھنے میں اپنے قلم کی شرافت، طبیعت کی جولانی اور تخیل کی رعنائی دکھائی ہے جوہرؔ کہتے ہیں :

اتنا کوئی اللہ کو محبوب نہیں ہے
صورت بھی حسیں آپ کی سیرت بھی حسیں ہے
کیوں گلشنِ طیبہ میں کروں خواہشِ جنت
کیا خلد بریں اس کے سوا اور کہیں ہے
اللہ کے دیدار سے محروم رہے گا
دیدارِ نبی کا جسے ارمان نہیں ہے
جوہرؔ کوئی عالم ہو، ازل ہو کہ ابد ہو
ہر حال میں دل سرورِ عالمؐ کے قریں ہے

——— اس مقالے کے آخر میں مسٹر نہاد دیو پرشاد ساحلؔ جبل پوری کی ایک طویل نظم کے صرف دو بند پیش کئے جاتے ہیں۔ اس نظم "جذباتِ ساحلؔ" کا تاریخی پس منظر بڑا روح پرور اور حیرت انگیز ہے ۸ فروری ۱۹۲۷ء (۶ شعبان ۱۳۴۵ھ) کی شب میں شہر جبل پور کے لوگوں نے ایک کائناتی منظر دیکھا۔ اچانک بجلی تڑکی اور روشنی نے دور تک لہرا کر "م" کی گرہ بنا دی پھر دوبارہ گرج چمک ہوئی اور بجلی تڑکی اور اس "م" پر ایک "ح" کا اضافہ کر گئی تیسری بار بجلی کوندی تو دوسرا "م" لگ گیا (محمدؐ) اور چند ہی لمحوں میں بجلی کی وہ لہر آخری حرف "د" کا اضافہ کر گئی اب آسمان کی جبینِ روشن پر نام "محمدؐ" نقش ہو چکا تھا۔ کچھ دیر تک فلک پر نام "محمدؐ" کا یہ جلوہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ شب مسلمانوں کے لئے شبِ معراج بن گئی۔ پورا شہر ذکرِ رسولؐ سے سرشار اور بارگاہِ الٰہی میں جذبۂ شکر گذاری سے مخمور ہو چکا تھا، صبح ہوئی تو مسلمانوں کا ایک سیلاب عیدگاہ کی طرف رواں دواں تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ یہ منظر غیر مسلموں نے بھی دیکھا تھا۔ اس لئے وہ بھی حیرت اور خوشی میں شریک تھے۔ دن روشن ہوا تو ہوشنگ آباد سیونی اور ساگر کے شہروں سے وہاں یہی منظر منظر دیکھ کر کئی کئی قافلے جبل پور پہونچے، خوشی دوبالا بلکہ سہ بالا ہو گئی۔ نماز شکرانہ ادا کی گئی۔

اس واقعہ پر جلسے ہوئے نعتیہ مشاعرے منعقد کرائے گئے۔ ایسے پمفلٹ (کتابچے) شائع ہوئے جن میں جبل پور اور اس کے اطراف کئی شہروں اور بستیوں میں اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے والوں کے چشم دید بیانات اور ان کے ناموں کی بھی تفصیل دی گئی تھی۔

پنڈت دیا دیو پرشاد ساحلؔ نے بھی اس حیرت انگیز واقعہ پر ایک طویل نظم لکھی جس میں پہلے تو وہ زوالِ اہلِ اسلام کی داستان سناتے ہیں۔ اس بارہ میں سرزمینِ ہند نے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں شکوہ کیا، مظلوموں کی آہ بلند ہوئی تو :

اگیا اس آہ سے جنبش میں عرشِ ذوالجلال
بزمِ آرائے جہاں کو بھی ہوا اپنا خیال

اور پھر :

آسماں پر آہ کا شعلہ ستارا ہو گیا
نور جو پنہاں تھا آخر آشکارا ہو گیا
گوشۂ چشمِ عنایت سے اشارہ ہو گیا
ہم کسی کے ہو گئے کوئی ہمارا ہو گیا
سرمۂ چشمِ بصیرت جب ہوا وہ نورِ پاک
سینۂ صد چاک سے نکلی صدا روحی فداک

صنفِ نعت میں غیر مسلم شعراء نے جو طبع آزمائی کی ہے وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترک تہذیبی ثقافتی میراث تھی جو نسل در نسل منتقل ہوتی رہی اس میں ان شعراء کا جو حصہ رہا ہے اس کا سرسری جائزہ ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے کیلئے کافی ہے در اصل گلشنِ نعت کی حنا بندی میں وہی سرخ رو ہوتا ہے جسے باغِ ہستی کا صحیح عرفان حاصل ہو اور جس طرح مسلمان شعراء نے مختلف معیار کی نعتیں کہیں ہیں

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

سوال وجواب

محمد طارق ندوی

س: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کہیں سفر سے آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے تو اس کا کیا جواب دینا چاہیئے؟

ج: ۔ اس کے جواب میں علیك وعلیہ السّلام کہنا چاہیئے۔

س: ۔ ایک شخص ایسی انگوٹھی پہنے ہوئے ہے جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا ہے اور اسے استنجا کرنے جانا ہے تو کیا وہ پہن کر جاسکتا ہے؟

ج: ۔ نہیں! استنجا کے لئے جاتے وقت انگوٹھی کو اتار کر رکھ دے اور فراغت کے بعد پہن لے۔

س: ۔ اگر والدین اپنے کسی لڑکے کو عاق کردیں تو اس کے لئے منادی یا اشتہار کرانا فقہی رو سے ضروری ہے یا نہیں؟

ج: ۔ عاق کرنا شرعاً معتبر نہیں اس کی کوئی اصل شرعی ــــ نہیں ہے لہٰذا اشتہار کرانے کا کیا سوال۔

س: ۔ کیا عورتیں بال ترشوا سکتی ہیں؟

ج: ۔ نہیں! عورتوں کا بال ترشوانا شرعاً درست نہیں ہے۔

س: ۔ کیا عورتوں کے لئے پردہ کرنا ضروری ہے اور اس کی کیا حکمت ہے؟

ج: ۔ ہاں! عورتوں کے لئے پردہ کرنا شرعاً لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے "المرأة عورة فإذا خرجت إستشرفها الشيطان" عورت ستر (چھپانے کی چیز) ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔ اور جہاں تک اس کی حکمت کا تعلق ہے تو ظاہر ہے کہ فتنہ و فساد کا سدِّ باب ہے۔

س: ۔ زید جس آفس میں کام کرتا ہے وہاں ہر ماہ کام کرنے والے پیسے جمع کرتے ہیں اور ان پیسوں سے شراب آتی ہے اور مل کر پیتے ہیں۔ اس میں افسران بھی شرکت کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں زید کیا کرے جبکہ اندیشہ ہے کہ پیسہ نہ دینے کی شکل میں یہ لوگ دوسرے طریقے سے پریشان کریں گے؟

ج: ۔ محض اندیشہ کی وجہ سے زید کا یہ عمل درست نہیں ہے، وہ پیسے جمع نہ کرے اور نہ ایسے امور میں شریک ہو، ہاں! اگر پیسہ جبراً لے لیا جاتا ہے اور اس سے شراب پی جاتی ہے تو اس کا گناہ زید کے سر نہ ہوگا۔

س: ۔ اگر گوبر جل کر راکھ بن جائے تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

ج: ۔ گوبر جب جل کر راکھ ہو جائے تو چونکہ اس کی حقیقت، ماہیت اور صفت سب بدل جاتی ہے اس لئے اس کی راکھ پاک ہے۔

س: ۔ بیت الخلاء جاتے وقت سر ڈھکنا کیسا ہے؟

ج: ۔ جہاں تک بیت الخلاء میں سر ڈھکنے کا تعلق ہے تو اگر کسی ضرر سے بچنے کے لئے ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، ہر موقع پر ٹوپی پہننا لازمی امر نہیں ہے۔

س: ۔ تعویذ لکھنا یا پہننا درست ہے یا نہیں؟

ج: ۔ تعویذ اگر ادعیۂ ماثورہ یا آیاتِ قرآنیہ پر مبنی ہے تو ایسے تعویذ کا استعمال درست ہے لیکن احترام کا پورا خیال رکھا جائے، اور اگر ایسے کلمات لکھے گئے ہیں جو قرآنی آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے تو نہیں ہیں لیکن اللہ ہی سے استمداد ہے اور غیر اللہ سے استمداد نہیں تو وہ بھی جائز ہیں۔ لیکن اگر تعویذ ایسے کلمات پر مشتمل ہے جس میں غیر اللہ سے استمداد ہے تو ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔

س: ۔ ایک عورت کے پاس کچھ زیورات تھے اس نے ان زیورات کو بیچ کر ایک گھر بنایا عورت کے تین لڑکے ہیں۔ اس نے مکان دو میں تقسیم کردیا اور ایک کو نہیں دیا۔ کیا یہ ازروئے شرع درست ہے؟

ج: ۔ ایسا کرنا شرعاً مکروہ ہے اسے چاہیئے کہ تینوں میں برابر تقسیم کردے۔ اگر ان دونوں لڑکوں کو گھر پر قبضہ نہیں دیا ہے تو وہ گھر ابھی اس عورت ہی کی ملکیت میں ہے لڑکوں کا نہیں ہے۔

یونیورسل پیس فاؤنڈیشن کی
نئی پیشکش
ہندو مذہب
ایک مطالعہ ــــ ایک جائزہ
پروفیسر محسن عثمانی ندوی
قیمت: =/۱۲۰ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ ندویہ دارالعلوم ندوۃ العلماء
پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ

برطانیہ میں مسلمانوں کی شرح میں کافی اضافہ

• محمد فرمان نیپالی ندوی

رابطہ عالم اسلامی کے صحیفہ العالم الاسلامی کے خاص نمائندہ سعید الحوتانی کی رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں ۱۹۶۰ء سے لیکر ابھی تک کے عرصہ میں اسلام کو کافی فروغ حاصل ہوا ہے جن علاقوں میں صرف دس مسجدیں تھیں وہاں تقریباً سات سو مسجدیں تعمیر کی جاچکی ہیں اور نمازیوں کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے اور مسلمانوں کی آبادی کئی لاکھ ہوگئی ہے۔ برطانیہ کی مردم شماری میں مشہور کرسچن ریسرچ" نامی ادارہ نے مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے بارے میں یہ تخمینہ لگایا ہے کہ ۲۰۰۵ء تک سات سو پچاس ہزار افراد اسلامی شعائر پر باضابطہ عمل کرنے لگیں گے۔ ادارہ کے مدیر انتظامی "بیتر برایر لی" نے یہاں تک کہا ہے کہ ۲۰۱۲ء تک ملک کے اندر اسلامی شریعت پر عمل کرنے والے مسلمانوں کی تعداد اتنی ہوجائے گی کہ دیگر ادیان و مذاہب کے ماننے والوں کی زندگی گزارنے لگیں گے، تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اس طرح کی رپورٹوں سے مسیحی دنیا میں یہ اندیشے پیدا ہونے لگے ہیں کہ جلد ہی مسیحیت کو برطانیہ میں مسلمانوں اور اسلام کی طرف سے شکست فاش کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن ادارہ کے مدیر چونکہ مسیحی ہیں اس لئے انھوں نے یہ کہہ کر مسیحیوں کو تسلی دی ہے کہ برطانیہ میں مسیحیت کو برابر غلبہ حاصل رہے گا کیونکہ یہاں ۱۰۰ ہزار افراد عیسائی مذہب کے ماننے والے ہیں اگرچہ ہم ہی کے گیوں نہ ہوں جبکہ تین فیصدی مسلمان پورے برطانیہ میں آباد ہیں

جرمنی میں اسلام کا بڑھتا ہوا رجحان

جرمنی میں مسیحیت کے بعد اسلام کے ماننے والے کافی تعداد میں موجود ہیں۔ صرف مسلم اقلیت کی تعداد تیس لاکھ سے زائد ہے اور تقریباً تیس ہزار مسجدیں تعمیر کی جاچکی ہیں جو نماز کے وقت نمازیوں سے بھری رہتی ہیں، رمضان المبارک اور جمعہ و عیدین میں نمازیوں کو نماز پڑھنے کی جگہ بمشکل ملتی ہے جس سے ان کے دینی رجحان کا پتہ چلتا ہے

جامعہ ازہر کا ایک اہم قدم

ڈاکٹر احمد عمر ہاشم ازہری نے بتایا کہ ۱۱ ستمبر کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور پنٹاگن پر ہوئے حملے کے بعد مختلف زبانوں میں تعارف اسلام سے متعلق کتابیں کثیر تعداد میں شائع کرائی ہیں جن میں اسلام پر لگائے گئے الزامات کا مسکت جواب دیا گیا ہے اور اسلام کی دشمنوں کی نگاہ میں جو حقیقت و صداقت ہے اس کو بھی واضح کیا گیا ہے انھوں نے مزید کہا کہ جامعہ ازہر نے مختلف ممالک کی طرف ایسے داعیانِ اسلام کو بھیجا ہے جو اسلامی تہذیب و ثقافت کے زیور سے آراستہ ہیں اور اس کی اشاعت میں سرگرم ہیں۔

ایشیائے کوچک اور کردستان میں مساجد و مدارس کا قیام

رابطہ عالم اسلامی کے جریدہ "العالم الاسلامی" کے اطلاع کے مطابق کردستان میں شباب اسلامی تنظیم کی کوشش سے ایک "نور الھدیٰ" نامی مدرسہ قائم کیا گیا ہے۔ تنظیم کے معاون سکریٹری عبدالوہاب نوردلی نے ایک بیان میں کہا کہ تنظیم نے کردستان کے اطراف میں کئی تعلیمی اکیڈمیوں کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور کثیر تعداد میں کنویں کھدوانے کا نظم کیا۔ مزید برآں ایشیائے کوچک کے شہروں میں اس کے تحت چودہ مسجدیں تعمیر کی گئی ہیں اور دس دعوتی و تبلیغی سینٹر بھی قائم کئے گئے ہیں۔

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئین "تعمیر حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852
۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی
اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● فرانسیسی اخبار "فیگارو" کو ویٹیکن کی ثقافتی کونسل کے سربراہ نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ مغربی معاشروں میں جہاں اسلام کے بارے میں گمراہ کن خیالات عام ہیں۔ اور جہاں اسلام کو وہ ایک خطرہ سمجھتے ہیں وہیں اس بات کی طلب اور پیاس بھی محسوس کی جاتی ہے کہ اسلام کے بارے میں وہ زیادہ سے زیادہ جاننا اور اسے سمجھنا چاہتے ہیں۔ اہل مغرب اسلام کو بطور مذہب اور بطور کلچر جاننے کے خواہشمند ہیں اور اس سلسلے میں مسلم دانشوروں سے مکالمے کے آرزومند ہیں انھوں نے کہا کہ چونکہ یورپ میں اسلام کی مقبولیت میں روزافزوں اضافہ دیکھا جارہا ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی لہٰذا یورپی باشندوں کو یہ حقیقت تسلیم کرتے ہوئے اسلام کے پیروکاروں کے ساتھ مثبت طرز عمل کا مظاہرہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی۔ اولاد میں سے ہیں۔ عیسائی رہنما نے اس ضرورت پر بھی زور دیا کہ اسلام بحیثیت مذہب اور اسلام کے نام پر کی جانے والی انتہاپسندی میں واضح فرق ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جس کے بارے میں اخبارات میں روزانہ کالم کے کالم سیاہ کئے جاتے ہیں۔

اس انٹرویو کے دوران جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ وہ اسلام کو یورپ میں بالخصوص اور مغرب میں بالعموم اتنی زیادہ اہمیت کیوں دے رہے ہیں تو انھوں نے وضاحت کی کہ اسلام ایک مذہب ہے ایک ثقافت ہے۔ ایک معاشرہ ہے، زندگی گذارنے کا طریقہ بتاتا ہے اسلام کی اپنی ایک سوچ اور رویہ ہے اس کے برعکس یورپ کے لوگ کلیسا سے دور ہوتے جارہے ہیں ان کی زندگی میں مذہب کا عمل دخل کم سے کم ہوتا جارہا ہے انھوں نے امید ظاہر کی کہ یورپی نوجوان جب تارکین وطن مسلمانوں سے ملیں جلیں گے تو ان کے درمیان باہمی افہام وتفہیم کی نئی راہیں کھلیں گی۔

ان کا یہ کہنا ہے کہ۔۔۔ آج کی جدید دنیا میں جبکہ یہ وسیع دنیا ایک عالمی گاؤں میں تبدیل ہوچکی ہے مختلف مذہب کے پیروکاروں کو ایک دوسرے کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہیئے ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیئے۔ اور پرامن بقائے باہم کے اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ انھیں مل جل کر مختلف سماجی مسائل مثلاً ہمارے معاشروں سے اخلاقی اور عائلی اقدار کے خاتمے کے حل کی کوششیں کرنی چاہئیں ہمیں مغرب کی انتہائی بااثر حلقوں سے آنے والی آوازوں کا خیر مقدم کرنا چاہیئے۔ باہمی افہام وتفہیم کی بنیاد پر اسلام اور عیسائیت کے درمیان خوشگوار تعلقات کا نیا باب کھلے گا۔ اور اس طرح دوسروں کو اسلام کی حقیقی خوبیاں اور پاکیزہ عقائد کے بارے میں جاننے کا موقع ملے گا۔ اور وہ ان سے مستفید ہوسکیں گے۔

● اسرائیلی اخبار ہارٹز (HAARTZ) نے اپنے ایک تبصرے میں جنرل شیرون کو مایوسی کا جنرل لکھا ہے اور دیگر اسرائیلی اخبارات نے ان خیالات کا اظہار فلسطینیوں کی تحریک عزیمت اور خودکش حملوں سے اسرائیلی علاقوں میں خوف و ہراس، فوج میں نوجوانوں کی بھرتی سے انکار، چند ماہ میں دس ہزار افراد کے ترک وطن اور سینکڑوں کارخانوں کے بند ہونے کے پس منظر میں کیا ہے، اسرائیلی اسٹیٹ بینک کی جاری کردہ ایک رپورٹ کے مطابق اٹھارہ ماہ میں ملکی معیشت کو ۵ ارب ڈالر کا نقصان پہونچا جبکہ سیاحت میں ڈیڑھ ارب ڈالر کا خسارہ ہوا، سو سے زائد فیکٹری مکمل طور پر بند ہوئیں، تین سو میں کام معطل رہا، صنعتی پیداوار میں ۴۱ فیصد کمی ہوئی، بجٹ خسارہ ۶ء۰ سے بڑھ کر ۲ فیصد ہوگیا، افراط زر صفر سے بڑھ کر ۳ء۵ فیصد ہوا، سرکاری اعداد وشمار کے مطابق اسرائیل میں لازمی فوجی سروس سے انحراف کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہوا، اسرائیلی فوج میں شمولیت اختیار کرنے والوں کی شرح ۱۹۸۶ء میں ۹۳ فیصد تھی جو ۲۰۰۰ء میں ۱۷ فیصد رہ گئی، وطن چھوڑ کر جانے والوں کے لئے حکومت نے "بریدا" نام کا قانون بنایا تھا جو ناقابل معافی جرم شمار ہوتا ہے چند سال قبل تک "بریدا" کی شرح زیرو فیصد تھی لیکن اب روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں اسرائیلی وطن چھوڑ کر جارہے ہیں۔

● اخبار شرق اوسط کے مطابق امریکی وزیر خارجہ اسرائیل اور فلسطین کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ کرانے میں ناکام ہوگئے ہیں۔ اخبار اس کی بنیادی وجہ یہ لکھتا ہے کہ امریکہ اور اس کی پوری قیادت نے اسرائیل پر کوئی دباؤ ڈالنے کے بجائے اس کے ہر ظلم و زیادتی کو کسی نہ کسی انداز سے حمایت کی ہے بلکہ فلسطینیوں پر دباؤ ڈالا ہے کہ وہ خودکش حملہ بند کرے۔ امریکہ کی اس کھلی جانب داری کے نتیجہ میں اسرائیلی وزیر اعظم اب پہلے سے کہیں زیادہ ڈھٹائی کے ساتھ کھلی اور مکمل ریاستی دہشت گردی پر اتر آیا ہے۔

(باقی صـ ۱۲ پر)

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

مالک الدارؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے چار سو دینار لے کر انھیں ایک تھیلی میں بھرا اور غلام سے کہا کہ یہ تھیلی ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس لے جاؤ اور انھیں سپرد کرکے کچھ دیر انتظار کرو اور دیکھو کہ وہ ان دیناروں کا کیا کرتے ہیں؟ پھر مجھے آکر بتاؤ، غلام وہ تھیلی لے کر حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچا۔ اور کہا! "امیر المومنین نے کہا ہے کہ یہ دینار آپ اپنی ضروریات میں صرف کرلیں۔"

حضرت ابو عبیدہؓ نے تھیلی لیتے ہوئے جواب دیا "اللہ انہیں بہتر صلہ دے اور ان پر رحمتیں نازل کرے"۔ اس کے بعد اپنی ایک باندی کو بلایا اور اس سے کہا "لو یہ سات دینار فلاں کو دے آؤ، پانچ فلاں کو اور یہ پانچ فلاں کو" یہاں تک کہ سارے کے سارے دینار انھوں نے مختلف آدمیوں کے پاس بھیج کر ختم کردیئے۔

غلام نے آکر حضرت عمرؓ کو سارا واقعہ بتایا تو انھوں نے اسی جیسی ایک اور تھیلی تیار کی ہوئی ہے، حضرت عمرؓ نے یہ تھیلی بھی غلام کے حوالہ کی اور کہا کہ "جاؤ یہ معاذ بن جبلؓ کو دے آؤ اور جو کچھ وہ کریں وہ بھی مجھے بتاؤ۔"

غلام حضرت معاذؓ کے پاس پہنچا، اور کہا! امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ یہ دینار آپ اپنے کام میں لے آئیں "حضرت معاذؓ نے تھیلی وصول کرلی اور دعا دی کہ "اللہ تعالیٰ انھیں نیک صلہ دے اور ان پر رحمت بھیجے"۔ یہ کہہ کر انھوں نے بھی باندی کو آواز دی اور اس سے کہا: "اتنی رقم فلاں کے گھر میں پہنچا دو، اتنی فلاں کے گھر میں اور اتنی فلاں کے پاس" اتنے میں۔

حضرت معاذؓ کی بیوی نے پردے کے پیچھے سے جھانک کر کہا:

"خدا کی قسم! ہم بھی ضرورت مند ہیں کچھ ہمیں بھی دے دیجئے۔"

حضرت معاذؓ نے تھیلی کو ٹٹولا تو اس میں صرف دو دینار بچے تھے، یہ دو دینار انھوں نے بیوی کی طرف پھینک دیئے۔

غلام حضرت عمرؓ کے پاس لوٹ آیا اور انھیں سارا قصہ سنایا، حضرت عمرؓ بہت مسرور ہوئے اور کہا: "یہ سب لوگ بھائی بھائی ہیں ایک کے ایک برابر۔"

(المنذریؒ: الترغیب والترہیب ص ۴۱، ۴۲ ج ۲، ادارہ الطباعۃ المنیریۃ مصر بحوالہ طبرانیؒ فی الکبیر)

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے
رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے

اقبال

"میرے آقاؐ کے شام و سحر آئینہ"

● قمر سنبھلی

آئینہ آئینہ معتبر آئینہ!
آپؐ کا نقشِ ہر رہگزر آئینہ!
ہر سخن آئینہ ہر نظر آئینہ
آپؐ کی ذات ہے سر بہ سر آئینہ
زندگی کا اک اک پل ہے روشن کتاب
میرے آقاؐ کے شام و سحر آئینہ
جس میں ذکر اُنؐ کا ہے وہ سخن معتبر
جس میں نام اُنؐ کا ہے وہ ہنر آئینہ
آپؐ آئے بصیرت کے در کھل گئے
ہوگئے ہم پہ سب خیر و شر آئینہ
اک سے اک بڑھ کے ہیں اہلبیتؑ آپؐ کے
گھر کا گھر محترم گھر کا گھر آئینہ
ہے "سراجاً منیرا" مکمل وجود
سر سے پا تک ہیں خیر البشر آئینہ
کب سے شوق حضوری (ق) ہوں دل میں لئے
کب سے ہے میرا ذوقِ ہنر آئینہ
اور بے تابیٔ دل کا کیا دوں ثبوت
بن گیا آنکھ کا ہر گہر آئینہ
حرف حرف اُنؐ کے صدقے ہوا معتبر
اُنؐ کی نسبت سے نعتِ قمر آئینہ

علم

علم اک نور ہے جو دل کو جلا دیتا ہے
نقش باطل کی طرح جہل مٹا دیتا ہے
لذتِ عشق سے عالم کو شناسا کرکے
آدمی کو صحیح انسان بنا دیتا ہے

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے۔

محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب: نعمتِ ایمان اور اس سے محرومی کے اسباب

مؤلف: مفتی عبدالرحیم الحسنی

صفحات: ۱۹۶، سائز ۱۸×۲۲/۸ خوبصورت سرورق عمدہ کاغذ وطباعت، قیمت ۱۰۰/- روپے

ملنے کا پتہ: اذکار پبلیکیشن، ذاکر نگر اوکھلا نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۲۵

پیش نظر کتاب ایک ایسی کتاب ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہر صاحب ایمان جس کے اندر اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کا پاس ولحاظ اور تھوڑی سی بھی دین کی حمیت باقی ہے تو وہ ضرور احتیاط کے ساتھ اپنی شب و روز کی زندگی گذارنے گا۔ اور زبان کو قابو میں رکھ کر سوچ سمجھ کر بولے گا کہ اس کی زبان سے کوئی کفریہ کلمہ نہ نکلنے پائے اور اس سے کوئی معصیت ونافرمانی سرزد نہ ہو کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ زبان سے ایسے کلمات نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے ایمان کی دولت سلب ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ ہم سے کون سی معصیت سرزد ہوگئی۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں اسلام وایمان کی عظمت، کفر وشرک سے نفرت

نام کتاب: قرآن وحدیث کے تیس سبق

ترتیب: ابن غوری

صفحات: ۷۱، سائز ۱۸×۲۲/۸، قیمت درج نہیں

ملنے کا پتہ: ابن غوری نلگنڈا، اے پی ۵۰۸۰۰۱

جناب ابن غوری صاحب دینی ودعوتی جذبہ رکھتے ہیں اور بچوں، نوجوانوں اور عام مسلمانوں کی اصلاح کی غرض سے عام فہم زبان میں چھوٹی چھوٹی کتاب ترتیب دیتے رہتے ہیں۔

یہ کتاب بھی موصوف کی مرتب کی ہوئی ہے جس میں انھوں نے امر بالمعروف نہی عن المنکر، تقویٰ وطہارت، عبادات واخلاص، صبر وجہاد، جھوٹی گواہی کی قباحت وشرک سے نفرت، صلہ رحمی وعلم کی اہمیت، مسلمان کا حق اور الطاعت والدین وغیرہ سے متعلق قرآن کریم کی آیتوں کو ترجمہ کے ساتھ الگ الگ جمع کر کے ان سے متعلق حدیث بیان کی ہے۔ جس کا ایک سبق پڑھنے میں صرف ۳ منٹ لگیں گے۔ اور بہت سی قرآن وحدیث کی باتیں معلوم ہو جائیں گی۔

اگر ابن غوری صاحب آیت قرآنی اور حدیث سے متعلق عنوان بھی دیتے اور قرآنی آیات اور حدیث نبوی کے ترجمہ کے ساتھ ان کی تشریح کر کے حدیث کا اصل متن بھی نقل کر دیتے تو زیادہ مفید ہوتا۔ آئندہ ایڈیشن میں اگر ایسا کر لیا جائے تو بہتر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کتاب کو قبول عامہ سے نوازے۔ اور صاحب کتاب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

نعمت کے اثرات نظر آنے چاہئیں

ایک روز امام ابوحنیفہؒ نے اپنی مجلس میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے بہت بوسیدہ اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہیں، امام صاحبؒ نے اس شخص سے کہا "یہ جائے نماز اٹھاؤ اور اس کے نیچے جو کچھ رکھا ہو لے لو" اس شخص نے جائے نماز کو اٹھایا تو دیکھا کہ ایک ہزار درہم رکھے ہوئے ہیں، امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: "یہ درہم لے جاؤ، اور اس سے اپنی حالت درست کر لو" اب وہ شخص بولا کہ: "میں تو مالدار آدمی ہوں، اللہ نے مجھے بہت سی نعمتیں دی ہیں مجھے ان دراہم کی ضرورت نہیں" امام صاحبؒ نے فرمایا: "کہا تم نے وہ حدیث نہیں سنی کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے پر اللہ کی نعمتوں کے آثار دوسروں کو نظر آئیں؟ تمہیں چاہیے تھا کہ اپنی حالت ٹھیک کرتے تاکہ دیکھ کر تمہارا کوئی دوست مغموم نہ ہو"

(خطیب: تاریخ بغداد ص ۳۶ ج ۱۳ بیروت)

اریہ میں تعلیمی کانفرنس کا انعقاد

مشاہدات وتاثرات

● مولانا محمد خالد ندوی غازیپوری

پورنیہ کمشنری مسلم اکثریت کا علاقہ ہے۔ اس کمشنری کے تحت اریہ کشن گنج کٹیہار اضلاع آتے ہیں۔ ان میں کشن گنج اور اریہ میں مسلم آبادی کا تناسب کم وبیش ۸۰ فیصد ہے لیکن غربت وپسماندگی کے ساتھ ناخواندگی اور جہالت کا تناسب بھی دیگر اضلاع کے مقابلہ میں یہاں زیادہ پایا جاتا ہے، غربت وجہالت دونوں ہی معاشرتی زندگی اور قومی ترقی کے لئے سم قاتل ہیں۔ اسلام نے غربت کے مقابلہ میں جہالت کو دور کرنے کے اقدام کو اوّلیت دی ہے۔ اس لئے سب سے پہلی وحی "اقراء" پڑھو کا حکم اس قوم کو دیا گیا۔ جس کی شناخت ہی جہالت وناخواندگی تھی۔ اور اسی اقراء کے دوش پر اس قوم نے عرب وعجم کو زیر کیا۔ اور تمدن وثقافت، علم وفکر کی قندیلیں فروزاں کیں۔ آج دنیا میں جو کچھ ترقی وتمدن کے آثار قائم ہیں۔ وہ اس اقراء کے رہین منت ہیں۔

اس حلقہ کی صورت حال کو وہاں کے حالات کے تناظر میں اہل فکر نے زیادہ محسوس کیا خصوصاً "الفیصل" ماہنامہ اردو کے مدیر جناب ہاشم القاسمی صاحب نے اس صورتحال کو بدلنے کے لئے تعلیمی بیداری مہم کا آغاز، تعلیمی بیداری کانفرنس کے ذریعہ کیا جس میں مختلف اداروں کے ذمہ دار، اساتذہ، علماء، دانشوران اور قائدین شریک ہوئے۔

۷ر اپریل ۲۰۰۲ء کو مولانا آزاد اکیڈمی کے وسیع میدان میں اس کانفرنس کا آغاز ہوا۔ پورنیہ کمشنری کے مدارس اور اسکول کے طلباء نے مخصوص موضوعات پر تقریریں کیں جنہیں عام طور پر پسند کیا گیا، مسابقہ کے اختتام پر طلباء کے درمیان انعامات بھی تقسیم کئے گئے شام کو عشاء کے بعد دوسری نشست کا آغاز ہوا جس میں ہاشم القاسمی صاحب نے اپنا کلیدی خطبہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

"کسی بھی قوم میں تعلیمی شعور کا بیدار ہونا اس قوم کے اعلیٰ شعور کے حاصل ہونے کی دلیل ہے لہٰذا اس کانفرنس کے ذریعہ ہم اپنے اس علاقہ میں جہاں خواندگی کی شرح بہت کم ہے ناخواندگی دور کرنے کی مہم کا آغاز کر رہے ہیں ضرورت ہے کہ قوم کے باشعور افراد ادارے اور تنظیمیں جو اپنے اپنے طور پر اس میدان میں سرگرم ہیں متحدہ کوششوں سے اسے اور زیادہ مؤثر اور فعال بنانے کی کوشش کریں، تعلیم خوشحالی اور امن کا بنیادی ستون ہے اور اسلام علم کا داعی اور ترجمان ہے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اسرار الحق صاحب قاسمی نے اس علاقہ کی تعلیمی صورتحال پر پر مغز گفتگو فرمائی اور کہا کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں بہار صوبہ کی اکیس فیصد آبادی رہتی ہے لیکن تعلیم کا گراف سب سے زیادہ یہیں گرا ہوا ہے، لہٰذا یہ کوشش نہ صرف ہونی چاہیئے بلکہ اس کے عملی اقدام بھی کرنے ضروری ہیں۔ ہوا، پانی اور روشنی کے بغیر جس طرح انسان نہیں رہ سکتا اسی طرح ملت اسلامیہ علم کے بغیر نہیں رہ سکتی، جامعہ ہمدرد کے وائس چانسلر جناب بشیر احمد خاں صاحب نے بھی خطاب کیا، اور تعلیمی کارواں کے آگے بڑھتے رہنے کی امید کے ساتھ اس تعلیمی بیداری مہم کی ستائش کی، جناب مولانا محمد قاسم صاحب اور پروفیسر دانش صاحب نیز راقم سطور نے بھی کانفرنس میں سامعین سے خطاب کیا اور اس علاقہ کی پسماندگی دور کرنے کیلئے تعلیمی بنیادوں کو مضبوط کرنے پر زور دیا۔ کانفرنس کی آخری نشست کی صدارت جناب پروفیسر عبدالغنی صاحب نے فرمائی اور سابق وزیر جناب سعید خاں صاحب کی صدارت سے اس کانفرنس کا آغاز ہوا۔ اور اختتام پر مختلف قراردادیں بھی پیش کی گئیں۔

ذوقِ یقیں پیدا کر

پہلے تو حسنِ عمل، حسنِ یقیں پیدا کر
پھر اسی خاک سے فردوسِ بریں پیدا کر
یہی دنیا کہ جو بت خانہ بنی جاتی ہے
اسی بت خانے سے کعبہ کی زمیں پیدا کر
بندگی یوں تو ہے انسان کی فطرت لیکن
ناز جس پر کریں سجدے وہ جبیں پیدا کر
عشق ہی زندہ و پائندہ حقیقت ہے جگر
عشق کو عام بنا، ذوقِ یقیں پیدا کر

جگر مرادآبادی

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

(بقیہ) دین و دنیا کی جامعیت

ناپسند کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان الدین یسر فمن یشاد الدین الا غلبہ

دین آسان چیز ہے، جو شخص خود اس میں سختی کرے گا تو وہ اس پر مسلط ہو جائے گی،

اس سلسلہ میں اس کی وضاحت ضروری ہے کہ دین میں سہولت و آسانی کے معنی مطلق تن آسانی کے نہیں ہیں کہ انسان کو کسی قسم کی زحمت ہی نہ اٹھانا پڑے، تھوڑی زحمت سے تو انسان کا کوئی فعل نقل و حرکت حتیٰ کہ اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا اور کھانا پینا بھی خالی نہیں ہے بلکہ انسان ساری زحمتیں پیٹ ہی کے لئے اٹھاتا ہے۔ بلکہ سہولت اور آسانی کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کی کسی تعلیم میں تکلیف مالا یطاق نہیں ہے، جو انسانی تحمل سے باہر ہو اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان جتنی مشقتیں زحمتیں بلکہ تکلیف حصول دنیا کے لئے اٹھاتا ہے ان کا عشر عشیر بھی دین کے حصول میں نہیں ہے اور جب وہ دنیا کے لئے ہر طرح کی زحمتیں اور تکلیفیں اٹھانے کے لئے مجبور ہے تو دین کی راہ میں رضائے الٰہی کے لئے جس میں درحقیقت اسی کی بھلائی ہے، تھوڑی سی زحمت اٹھانا درحقیقت زحمت نہیں بلکہ خود اپنی خدمت اور عین راحت ہے۔

دوسرے آسانی اور سہولت کا معیار اور اس کے حدود کی تعیین انسان کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ اس کے حدود وہی ہیں۔ جو شریعت نے مقرر کئے ہیں۔ اگر انسانوں کو اس کا اختیار دے دیا جائے کہ جس کو جس چیز میں سہولت نظر آئے اس کو اختیار کرے تو مذہب بازیچۂ اطفال بن جائے گا۔ اور اسلام کی کوئی تعلیم بھی اپنی جگہ پر قائم نہ رہ جائے گی اور دینی وحدت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(دین رحمت ص ۴۴)

جلد ہی منظرِ عام پر آرہی ہے۔ انشاء اللہ

تذکرۃ الصدیق

مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل سوانح حیات

تالیف: ——— محمد عبید اللہ الاسعدی

صفحات: ——— ۱۳۰۰ ——— دو جلد

قیمت: -/250 روپئے۔ معقول کمیشن کے ساتھ۔

خواہشمند حضرات رابطہ قائم کریں مقامی مکتبات سے اور پتہ ذیل پر

مفتی محمد نور عالم، جامعہ عربیہ ہتھورا۔ ضلع باندہ۔ (یوپی)

ملنے کے پتے: ۱۔ مولانا احمد عبد اللہ طیب صاحب جامع مسجد خیریت آباد مکڑی کا پل حیدرآباد

۲۔ مفتی سعید الرحمٰن صاحب، اسلام پورہ مسجد بمبئی۔

۳۔ مکتبہ رحمانیہ ہتھورا باندہ، (۴) مکتبہ حرا، ٹیگور مارگ لکھنؤ (۵) دار الکتاب دیوبند،

۶۔ مکتبہ حبیبیہ۔ دیوبند، (۷) جامعہ صدیقیہ، بصرہ پوسٹ بھجولیا۔ مغربی چمپارن،

مکتبہ حرا و مکتبہ رحمانیہ سے بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک طلب کیجئے۔ -/250 روپئے میں۔

ہندی زبان میں ماہنامہ

سچا راہی

سچا راہی (ماسک)

سماجی • ادبی • دینی • اور تاریخی مضامین پر مشتمل

پیام انسانیت اور قومی اتحاد کا علم بردار

نیا شمارہ منظرِ عام پر آگیا ہے۔

مجلس صحافت و نشریات ٹیگور مارگ پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ

قیمت فی شمارہ Rs. 9/=. اعزازی چندہ Rs. 500/=

سالانہ چندہ Rs. 100/=

نوٹ:- "چیک یا ڈرافٹ" "سچا راہی" لکھنؤ کے نام سے ارسال کریں۔

(بقیہ) غیر مسلم شعراء

اسی طرح غیر مسلم شعراء نے بھی ہر رنگ اور معیار کے مطابق اپنے فکر و تخیل اور جذبات کا ہدیہ پیش کیا ہے تاہم عشق محمدیؐ سے سرشار ہو کر انھوں نے بھی بہترین نعتیں کہی ہیں اور ان کو ہمیشہ قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا

بہت اندھیرا ہے ہستی کی شاہراہوں پر
چلو تو مشعلِ عشقِ رسولؐ لے کے چلو

خواجہ عابد نظامی

"قاضی ایاسؒ" کی ذہانت

قاضی ایاسؒ اپنی ذہانت اور زیرکی میں ضرب المثل ہیں ان کی ذہانت کے بہت سے واقعات مشہور ہیں ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر ان سے کہا کہ میں نے کچھ مال فلاں کے پاس امانت رکھوایا تھا اب مانگتا ہوں تو وہ مکر جاتا ہے، قاضی ایاسؒ نے مدعا علیہ کو بلا کر پوچھا تو اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ مدعی نے میرے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی۔

اب قاضی صاحب نے مدعی سے کہا: "تم نے یہ مال اسے کس جگہ پر سپرد کیا تھا"۔

"جنگل میں ایک جگہ!" مدعی نے کہا۔

"اس جگہ کی کوئی علامت ہے؟" قاضی صاحب نے پوچھا۔

"جی ہاں! ایک درخت ہے اس کے نیچے میں نے یہ امانت سپرد کی تھی"۔ مدعی نے کہا۔

"اچھا تو تم اس درخت کے نیچے جا کر دیکھو" قاضی صاحب نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ تم نے وہاں امانت رکھوانے کے بجائے مال دفن کیا ہو اور بھول گئے ہو"۔

"مدعی چلا گیا اور قاضی صاحب نے مدعا علیہ سے کہا: "اس کے آنے تک تم بیٹھے رہو"۔

اس کے بعد قاضی صاحب دوسرے مقدمات کے فیصلوں میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اچانک اسی مدعی علیہ سے پوچھا "کیا خیال ہے؟ وہ شخص اس درخت کے پاس پہنچ گیا ہوگا؟"

"نہیں ابھی نہیں" مدعا علیہ نے بلساختہ کہا۔

بس قاضی صاحب نے وہیں چور پکڑ لیا ظاہر ہے کہ اس شخص کا درخت کو پہچاننا اور اس کے فاصلے کا اندازہ کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ اس نے واقعتہً اس درخت کے نیچے مدعی سے کوئی معاملہ کیا تھا۔

اس کی خیانت کا راز فاش ہو گیا اور پھر اسے خود جرم کا اعتراف کرتے ہی بن پڑی۔

● اسی طرح ایک اور شخص نے آپ سے آکر یہی شکایت کی کہ فلاں شخص میری امانت دبا کر بیٹھ گیا ہے۔ قاضی صاحب نے اس سے کہا کہ "اب تم چلے جاؤ" اور مدعا علیہ پر یہ ظاہر نہ ہونے دو کہ تم نے میرے پاس اس کی شکایت کی ہے پھر دو روز بعد میرے پاس آنا"۔

وہ شخص چلا گیا تو قاضی ایاسؒ نے اس شخص کو بلا کر اس سے کہا: میرے پاس بہت سا مال آگیا ہے۔ اگر تمہارا گھر محفوظ ہو تو وہ تمہارے یہاں رکھوا دیا جائے؟"

اس نے کہا: "جی ہاں! میرا گھر بالکل محفوظ ہے"۔

"اچھا تو تم اس کے لئے جگہ وغیرہ بنا کر رکھو" قاضی صاحب نے کہا۔

وہ شخص خوشی خوشی چلا گیا۔ اس کے بعد مدعی حاضر ہوا تو قاضی صاحب نے اس سے کہا: "اب جا کر اپنے دوست سے اپنا مال طلب کرو اگر دیدے تو ٹھیک ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے کہہ دو کہ میرا مال واپس کر دو ورنہ میں قاضی کو خبر کرتا ہوں"۔

مدعی یہ سن کر مدعا علیہ کے پاس پہونچا اور اس سے انہی الفاظ میں تقاضا کیا تو اس نے مال حوالے کر دیا۔

اس کے بعد مدعا علیہ قاضی صاحب کے پاس آیا تو قاضی صاحب نے اسے سخت سست کہہ کر رخصت کر دیا۔

(ابن القیمؒ: الطریق الحکمیۃ السیاسیۃ الشرعیۃ، ص ۲۲ و ۲۳ مطبعۃ الاتحاد الشرقی دمشق ۱۳۷۵ھ بحوالہ تراثنا)

دعوت دین کی جس دل میں تڑپ ہوتی ہے

● عاصی دارانگری

نور توحید کا یہ دل پہ اثر دیکھا ہے
سارے اصحاب میں اللہ کا ڈر دیکھا ہے

راز کی بات ہے جبریل بھی آگے نہ گئے
جز خدا عرش کا پھر کس نے سفر دیکھا ہے

کتنی الفت تھی محمدؐ کو خدا کے گھر سے
وقت ہجرت بڑی حسرت سے اُدھر دیکھا ہے

آپ کے قول کو ارشاد الٰہی سمجھو
پوری ہوتے ہوئے ہر ایک خبر دیکھا ہے

ایسے مومن کو دیا رب نے رضا کا مژدہ
"جس نے آقا کو مرے ایک نظر دیکھا ہے"

اس طرح آپ نظر آتے ہیں اصحاب کے بیچ
جیسے جھرمٹ میں ستاروں کے قمر دیکھا ہے

جن قبیلوں میں عداوت تھی کئی پشتوں سے
فیضِ صحبت سے انھیں خیر و شکر دیکھا ہے

آپ کی چھوٹی سی سنّت میں بہت طاقت ہے
بے لڑے قلعہ بھی ہوتے ہوئے سر دیکھا ہے

جانثاری میں صحابہ کی نہیں کوئی مثال
سخت حالات میں بھی سینہ سپر دیکھا ہے

دعوتِ دین کی جس دل میں تڑپ ہوتی ہے
ایسے افراد کو سرگرم سفر دیکھا ہے

جن کو اللہ پہ ہوتا ہے بھروسہ عاصی
اُن کو حق بات کے کہنے میں نڈر دیکھا ہے